ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



روشن ترے لہو سے ہے اسلام کی جبیں

اے فخرِ خاندانِ رسالت تجھے سلام
رمزِ آشنائے اوجِ محبت تجھے سلام

تو میرِ کاروانِ شہیداں ہے اے حسینؓ !
اے فاطمہؓ کے لال، محمدؐ کے نورِ عین !

روشن ترے لہو سے ہے اسلام کی جبیں
تیرا ثبات عظمتِ اسلام کا امیں !

اے وارثِ شہادتِ کبریٰ ترا وجود
اسلامیوں کے عقدۂ مشکل کی ہے کشود

تجھ پر سلام دوشِ پیمبر کے شہ سوار
زندہ ہے تجھ سے ملتِ اسلام کا وقار

گردن نہ جھک سکی تری باطل کے روبرو
تیرا عمل ہے اصل میں تفسیر جاہدو !

تو نے جو خون راہِ وفا میں بہا دیا
اس خوں کو غازۂ رخِ ایماں بنا دیا

تیرا یہی پیام ہے انسانیت کے نام
ہر حال میں ہو حق و صداقت کا احترام

جاں دے کے تو نے رکھ لی محبت کی آبرو
قائم ہے تجھ سے آج بھی ملت کی آبرو

کرب و بلا میں تیری عزیمت تھی بیمثال
راہِ وفا میں تیری شہادت تھی بے مثال

زندہ ہے تجھ سے آج بھی ناموسِ دینِ حق
شبیرؓ بے گماں ہے تو مسند نشینِ حق

(طاہر شاداں)

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۶ محرم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق یکم جولائی سنہ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۸

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ ۱۰ محرم الحرام کو پیش آیا۔ آج ۷ محرم الحرام ہے۔ آئندہ شمارہ ۱۰ محرم الحرام کے بعد شائع ہوگا۔ اس لئے ہم اس شمارہ میں آپؓ کی شہادت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک ایسا المیہ ہے۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے ہر مسلمان کا دل بھر آتا ہے اور اس کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے نواسے ہیں۔ پہلی صدی ہجری میں مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھوں آپؓ کی شہادت بے حد افسوسناک ہے لیکن تقدیر الٰہی میں اسی طرح لکھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع امت کو پہلے دے دی تھی۔ اس لئے مسلمان کمیٹیے راضی بقضا رہنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔

سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعہ میں مسلمان کو جو سبق دیا گیا ہے اگر یہ اس کو یاد رکھ کر اس پر عمل پیرا ہوتا تو آج دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کی حالت کا نقشہ ہی اور ہوتا۔ آپؓ نے اسلام کی راہ میں اپنی جان قربان کر دی۔ لیکن ایک فاسق بادشاہ کی اطاعت قبول نہیں کی اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ قارئین کرام سے پوشیدہ نہیں۔ اس کا وجود اسلام کے روشن چہرہ پر بدنما داغ ہے۔ علامہ اقبال مرحوم ٹھیک فرما گئے ہیں۔ ؎

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا

سانحہ کربلا ہر سال مسلمانوں کو یہ سبق یاد دلاتا ہے کہ ؎

کرتی ہے پیش اب بھی شہادت حسینؓ کی
آزادئ حیات کا یہ سرمدی اصول!
چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن تو فاسقوں کی اطاعت نہ کر قبول،

خواب غفلت میں مدہوش مسلمان! اس پیغام کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کی حالت ہر جگہ ابتر نظر آتی ہے۔ یا تو غیروں کی غلامی کا طوق اسکی گردن میں پڑا ہوا ہے۔ اگر کہیں مسلمان خود مختار بھی ہیں۔ تو وہ آپس میں دست بگریباں ہیں۔ افغانستان۔ پاکستان کا مخالف۔ مصر اور عراق سب ایک دوسرے کے درپئے آزار۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں یہ بھی عذاب کی ایک شکل ہے۔

اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا لیں اور ہر وقت باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔ آیئے اس سال یوم عاشورہ پر ہم اپنے دل میں یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم سچے مسلمان بن کر زندگی بسر کرنے کی کوشش کرینگے اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے کہ جو ہمارے راستہ کی تلاش کے لئے جد و جہد کرتا ہے۔ ہم اس کو ضرور اپنے راستہ کی طرف رہنمائی فرما دیتے ہیں اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بالغ رائے دہندگی

جب متحدہ ہندوستان میں انگریز کے خلاف تلاطم برپا ہونے لگا۔ اس نے لوکل باڈیز (میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں) کے نام سے آزادی کی قسط عطا کی۔ یعنی اہل ملک ملک کے نظم ونسق میں شریک کر لئے گئے۔ جب رائے عامہ میں پھر انگریزی اقتدار کے خلاف طوفان اٹھا۔ اور اس نے گورنروں اور گورنر جنرل کو مشورہ دینے اور امور مملکت میں ہاتھ بٹانے کے لئے کونسلیں دے کر ان کے آنسو پونچھنے کی کوشش کی۔ مگر ان کونسلوں کے ممبر انگریز ہی کے نامزد اور مقرر کئے ہوئے ہوا کرتے تھے جو یقیناً انگریز ہی کے ابروئے چشم کے اشارہ پر چلنے والے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی دھن میں رہتے تھے۔ تاہم ان میں کچھ ایسے آدمی آ گئے جنہوں نے قوم کو ابھارنے میں مدد دی۔ آزادی پسندوں نے جب پھر تنگ کیا تو نامزد ممبروں کی جگہ آدھے عوام کی رائے سے منتخب شدہ ممبر بنا لئے اور جب ایک آدھ رگڑا اور لگا تو کونسلوں کے سارے ممبر عوام کے ووٹوں سے لئے جانے کا اعلان کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ وزارت بھی خود مرتب کرکے سلطنت کا کاروبار چلایا کرینگے۔ اگرچہ اس وقت ملک کا نظم ونسق اہل ملک کے ہاتھ میں آ گیا۔ مگر اس میں دو خامیاں تھیں۔ ایک یہ کہ گورنر کونسل کے فیصلے کو اپنے اختیار سے رد کر سکتا تھا۔ دوسری یہ کہ ووٹروں کے لئے کچھ پابندیاں تھیں۔ مثلاً یہ کہ وہ اتنا تعلیم یافتہ ہو۔ یا اتنی جائداد یا مکان کا مالک ہو۔ جب تحریک آزادی کا ایک پیکر اور چلا تو ہر بالغ کو ووٹ دینے کا حق دے دیا گیا۔ اسی کو بالغ رائے دہندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ گویا اب ملک کی زمام انتظام ان ممبران اسمبلی کے ہاتھ میں آ گئی۔ جن کو ملک کے عوام نے منتخب کرکے بھیجا۔ پھر ان میں سے جس پارٹی کی اکثریت ہوتی وہ وزارت مرتب کرکے ملک پر حکومت کرتی۔ اس میں اگرچہ گورنر اور گورنر جنرل کی منظوری کی شرط

باقی بر صفحہ ۸

بیادِ حضرت امام حسین رضؓ

(عزیز القاسمی خانیوال)

رہنما ہے نقشِ پا تیرا مسلماں کے لئے
جان اپنی دے گیا تو دین و ایماں کے لئے

دیں کی خاطر سر دیا پر کی نہیں بیعتِ یزید
مل گیا ہے گلشنِ اسلام کو خونِ شہید

مرحبا و آفریں تجھ کو حسینؓ ابنِ علیؓ
"لا الٰہ" کی لاج رکھی تو نے اے سبطِ نبیؐ

تا ابد باقی رہے گی داستانِ کربلا
آفریں صد آفریں تم کو شہیدانِ وفا

آج بھی خونِ مقدس دعوتِ ایثار ہے
غیرتِ شاہِ شہیداں برسرِ پیکار ہے

تو اُٹھا تھا زُعمِ باطل کو مٹانے کے لئے
جان دے دی عصمتِ قرآں بچانے کیلئے

کر دیا تو نے علمِ باطل کا دُنیا میں نگوں
صد مُبارک تجھ کو اے ابنِ علیؓ کے پاک خوں

وہ ترا عزمِ جواں اور وہ ترا صبر و ثبات
شاہدِ عادل ہے دُنیا میں ترا نقشِ حیات

خون دے کر مل گئی تجھ کو حیاتِ جاوداں
اے حسینؓ ابنِ علیؓ سبطِ شہِ کون و مکاں

پاسبانِ گلشنِ توحید تجھ کو مرحبا!
مرحبا تجھ کو سراپا شیوۂ صبر و رضا

مرحبا اے قطرۂ خونِ شہیدانِ وفا
ناز کرتی ہے تجھی پہ اب تو خاکِ کربلا

اے امامِ ملّت بیضا تجھے صد آفریں!
عترتِ اطہر لُٹا کر بھی نہ کی بیعتِ لعیں

اے بنائے "لا الٰہ" اے شہیدِ باوقار
صد مُبارک نرغۂ باطل میں بھی صبر و قرار

ذرّہ ذرّہ کربلا کا ہے ثنا خوانِ شہید
اور مترادف بنا لعنت کا اب نامِ یزید

اہلِ حق کا قافلہ یُونہی سدا بڑھتا رہے
آفتابِ دینِ قیّم تا ابد چڑھتا رہے!

ہاں مگر افسوس مقصد پہ نہیں اپنی نظر
بن گیا ہے شیوہ اپنا اب تو اندازِ دگر

جو اصولِ زندگی تو نے بتایا تھا حسینؓ
نغمہ ہائے زندگی جو تو نے گایا تھا حسینؓ

زورِ ایماں کربلا میں جو دکھایا تھا حسینؓ
جو علَم اسلام کا تو نے اٹھایا تھا حسینؓ

چھوڑ دی ملّت نے اب تو یہ صراطِ مستقیم
بن گئے جتنے تھے بُزدل آج ملّت کے زعیم

بُزدلی، بے غیرتی اپنی، خدایا الحذر
شق ہوا جاتا ہے غم میں قاسمی قلب و جگر

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی - اَمَّا بَعْدُ

سب سے پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی دُعاءِ مغفرۃ اپنے لئے اور اپنے والدین کیلئے اور سب مومنوں کیلئے

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ٥ (سورۂ نوح ع۲ پ۲۹) — ترجمہ - اے میرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں ایماندار ہو کر داخل ہو جائے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کو اور ظالموں کو تو بربادی کے سوا اور کچھ زیادہ نہ کر۔

معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نبی کی سنت میں اپنی اُمّت کو استغفار کی تلقین تھی۔

اسی طرح

سب سے آخری نبی یعنی سید الانبیا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کی سنت بھی اپنی اُمت کو **استغفار کرنیکی تلقین پائی جاتی ہے**

چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا ٥ (رواہ ابن ماجہ وروی النسائی) - ترجمہ - عبداللہ بن بُسر سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مبارک ہے واسطے اُس شخص کے جس نے اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کو (قیامت کے دن) بہت پایا۔ (چونکہ وہ دُنیا میں استغفار بہت پڑھا کرتا تھا — اور نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے لکھتے جاتے تھے۔

دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰہُ اَفْرَحُ بِتَوْبَۃِ عَبْدِہِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِیْ اَرْضٍ دَوِیَّۃٍ مَّھْلِکَۃٍ مَعَہٗ رَاحِلَتُہٗ عَلَیْھَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَوَضَعَ رَأْسَہٗ فَنَامَ نَوْمَۃً فَاسْتَیْقَظَ وَقَدْ ذَھَبَتْ رَاحِلَتُہٗ فَطَلَبَھَا حَتّٰی اِذَا اشْتَدَّ عَلَیْہِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰہُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰی مَکَانِیَ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ فَاَنَامُ حَتّٰی اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَأْسَہٗ عَلٰی سَاعِدِہٖ لِیَمُوْتَ فَاسْتَیْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُہٗ عِنْدَہٗ عَلَیْھَا زَادُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاللّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ ھٰذَا بِرَاحِلَتِہٖ وَزَادِہٖ "روی مسلم المرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ ترجمہ حارث بن سویدؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ البتہ اللہ (تعالیٰ) زیادہ خوش ہوتا ہے اپنے مومن بندے کی توبہ سے۔ اس آدمی سے بھی جو اُترا کسی غیر آباد زمین میں جس جگہ وہ آدمی ہلاک ہی ہو جائے۔ جس کے پاس اپنا زاد اور راحلہ نہ ہو اور اس شخص کے پاس اپنی سواری بھی تھی۔ جس پر اپنا کھانا اور پانی بھی تھا۔ پھر رکھا اپنے سر کو۔ سو گیا اور پھر جاگا۔ ایسے وقت کہ اس کی سواری کہیں جا چکی تھی (یعنی گم ہو گئی تھی) پھر سواری کو تلاش کیا — یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس کی شدت ہوئی اور علیٰ ھذا القیاس جو کچھ اس پر گذری۔ کہا کہ میں اسی جگہ لوٹ کر جاتا ہوں۔ جس میں پہلے تھا۔ پس سو جاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ پھر اپنے سر کو اپنے بازو پر رکھا تاکہ مر جائے۔ پھر جاگا تو ناگہاں اس کی سواری اس کے پاس ہے۔ اس سواری پر اس کا کھانا اور پانی موجود ہے۔ پس اللہ تعالیٰ زیادہ خوش ہوتا ہے اس بندے سے بھی اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے جو اپنی سواری پا لیتا ہے۔

تیسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یَسْأَلُ فَاَتٰی رَاھِبًا فَسَأَلَہٗ فَقَالَ اَلَہٗ تَوْبَۃٌ قَالَ لَا فَقَتَلَہٗ وَجَعَلَ یَسْأَلُ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْیَۃَ کَذَا وَکَذَا فَاَدْرَکَہُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِہٖ نَحْوَھَا فَاخْتَصَمَتْ فِیْہِ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَمَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ فَقَالَ قِیْسُوْا مَا بَیْنَھُمَا فَوُجِدَ اِلٰی ھٰذِہٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَہٗ (متفق علیہ) ترجمہ ابی سعید الخدری سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ جس نے ننانوے آدمی قتل کئے تھے پھر اپنے متعلق مسئلہ پوچھنے کے لئے نکلا۔ پھر ایک راہب کے پاس آیا۔ پھر اس سے پوچھا پھر کہا آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور پھر اپنے متعلق پوچھتا رہا۔ پھر اسے ایک شخص نے کہا کہ فلاں فلاں گاؤں میں جاؤ (پھر ادھر چل دیا) پھر اس کو ادھر جاتے راستہ میں موت آ گئی۔ پھر اس نے اپنے سینہ کو اسی طرف گرایا جدھر جا رہا تھا) پس اس شخص کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جدھر جا رہا تھا

اس کو حکم دیا کہ سمٹ آؤ اور قریب ہو جاؤ اور جدھر آ رہا تھا۔ اس زمین کے ٹکڑے کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ذرا لمبے ہو جاؤ۔ پھر فرمایا۔ دونوں طرف کو ناپ لو۔ وہ ٹکڑا جدھر جا رہا تھا۔ وہ دوسری طرف سے ایک بالشت بھر کم پایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص پر سو آدمیوں کو قتل کرنے کے باوجود جدھر جا رہا تھا۔ اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ سمٹ جاؤ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین ناپ لو۔ جدھر کی تھوڑی ہو۔ ادھر اس شخص کا شمار کیا جائے۔ چنانچہ وہ جگہ ایک بالشت قریب نکلی اور اسے بخش دیا کسی نے خوب کہا ہے ع

رحمتِ حق بہانہ می جوید

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ ھَدَیْتُہٗ فَاسْتَھْدُوْنِیْ اَھْدِکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُہٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُہٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَ النَّھَارِ وَ اَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَ لَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَہٗ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْھَا عَلَیْکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاھَا فَمَنْ وَّجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ فَمَنْ وَّجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ (رواہ مسلم) ترجمہ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ان روایات میں سے ہے۔ جن میں آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے میرے بندو تحقیق میں نے ظلم کو اپنے نفس پر بھی حرام کر دیا ہے۔ اور میں نے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے۔ پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو۔ مگر وہ آدمی جسے میں ہدایت کر دوں۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کیا کرو۔ میں تمہیں ہدایت کرونگا اے میرے بندو۔ تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھانا دے دوں۔ پس مجھ سے کھانا طلب کیا کرو۔ میں تمہیں کھلا دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو۔ مگر جس کو میں پہنا دوں۔ پس مجھ سے کپڑے طلب کیا کرو۔ میں تمہیں پہنا دونگا۔ اے میرے بندو۔ تحقیق تم دن اور رات گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخش دیتا ہوں۔ پس مجھ سے بخشش طلب کیا کرو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو۔ تم ہرگز مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تم ہرگز مجھے نفع نہیں پہنچا سکتے۔ تاکہ تم مجھے کوئی نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو اگر تحقیق تمہارے پہلے آدمی اور پچھلے آدمی اور انسان تمہارے اور جن تمہارے اکٹھے ہو جائیں۔ سب ایک بدکار آدمی کے دل کے برابر تم میں سے یہ چیز میری بادشاہی میں سے کسی چیز کو کم نہیں کرے گی۔ اے میرے بندو اگر تحقیق تمہارے پہلے آدمی اور تمہارے پچھلے آدمی اور انسان تمہارے اور جن تمہارے سب ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔ پھر مجھ سے مانگیں۔ پھر میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دیدوں یہ دینا نہیں کم کرے گا جو کچھ میرے پاس ہے۔ مگر جس طرح کم کرتی ہے ایک سوئی جب ایک سمندر میں ڈبوئی جائے اے میرے بندو۔ سوائے اس کے نہیں۔ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو میں نے تمہارے لئے جمع کرکے رکھے تھے۔ پس وہی تمہیں سونپ دوں گا پس جو شخص ان میں نیکی پائے پھر وہ اللہ (تعالیٰ) کا شکر کرے اور جو شخص اس کے سوا کوئی اور پائے تو وہ اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔

پانچویں حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ یَدَہٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّھَارِ وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِھَا۔ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی موسیٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ رات کو اپنا ہاتھ (توبہ قبول کرنے کے لئے) پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن کو برائی کرنے والا توبہ کرے (تو اسے قبول فرمالے)۔ اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو برائی کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے (یہی صورت ہمیشہ رہے گی) تا آنکہ سورج مغرب سے نکلے (یعنی قیامت تک)

چھٹی حدیث شریف

عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (متفق علیہ) ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تحقیق بندہ جب (گناہ کا) اقرار کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ (تعالیٰ) اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے

بڑے ہی بدقسمت

ہیں جو لوگ اللہ تعالےٰ کے گزشتہ اعلانات (جو اس خطبے کے اندر عرض کئے گئے ہیں) کے باوجود گناہوں سے توبہ کئے بغیر بارگاہ الٰہی میں پہنچ جائیں۔ اور دنیا کی حیات مستعار میں توبہ نہ کرنے پائیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی میں

انہیں رحمت الہیہ کی طرف توجہ دی جاتی رہی۔ مگر ان بدقسمتوں نے ادھر ہرگز توجہ نہ کی اور غور نہ کیا۔ کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے اور بالآخر بے توجہی کے باعث جہنم میں داخل ہونا پڑا۔

اور بڑے ہی خوش قسمت ہیں

وہ لوگ جو ان فرامین الہیہ کو دل کے کان کھول کر سنیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی اس دنیا میں رہتے ہوئے صدق دل سے مانگ لیں وما علینا الا البلاغ المبین۔

عورتیں متوجہ ہوں

اے بیٹی جو معروضات مردوں کے لئے پیش کیا کرتا ہوں۔ ان معروضات میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً آج جو کچھ اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں اس سے مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔ دونوں کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ رات اور دن میں اکثر اوقات (وضو ہو یا نہ) استغفار ہر وقت زبان پر جاری رہے۔ تاکہ نجات آخرت نصیب ہو۔ آمین یا الہ العالمین۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

مرحوم و مغفور مولانا اسماعیل غزنوی

غزنوی خاندان کے ممتاز رکن مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے ۶۵ برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ عمر بھر ملک و ملت کی خدمات میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ بالخصوص حجاج کی خدمات تو یادگار رہیں گی۔ پاکستان سے زیادہ سعودی عربیہ میں آپ کی قدر و منزلت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار میں جگہ دے اور ان پر اپنی رحمت کے پھول برسائے۔ ادارہ "خدام الدین" مولانا مرحوم کے خاندان کے رنج والم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

مجلس ذکر منعقدہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۳ جون سنہ ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

اصلاحِ تعلق باللہ و تعلق بالمخلوق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد

میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں۔ اس حدیث کی بنا پر جو ہر جمعرات کو بیان کرتا ہوں۔ کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر الہی کرنے والوں کی تلاش میں رہتی ہے۔ جب وہ کسی جگہ ذکر الہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں کہ آؤ آؤ تمہاری تلاش کی چیز مل گئی۔ بالآخر جب وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہاں واپس پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ اتنا بڑا حلقہ ذکر سارے لاہور میں کہیں نہیں ہوتا۔ بلکہ لاہور کے گرد و نواح میں بھی کہیں نہیں ہوتا۔ میں پورے چالیس سال سے لاہور میں رہتا ہوں۔ لاہور کے گرد و نواح سے چالیس چالیس میل تک سے چل کر اس مجلس میں شامل ہونے کے لئے احباب آتے ہیں لاہور کے گرد و نواح میں کہیں حلقہ ذکر نہیں پاتے۔ تبھی تو یہاں آتے ہیں خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جو نیک نیتی اور اخلاص سے اس مجلس ذکر میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو بخش دیتے ہیں۔ گویا ہر جمعرات کو جنت کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔

قرآن شریف میں سورہ جمعہ کی آیت هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ سورۃ جمعہ آیت ۲ پ ۲۸۔ (ترجمہ۔ وہی ہے۔ جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا انہیں میں سے جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں تین چیزوں کا ذکر ہے (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم آیات اور (۳) تزکیہ نفس۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آیتوں کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر ان کا مطلب سمجھاتے تھے۔ اور پھر ان کو پاک کرتے تھے۔ نبی کریم صحابہ کرام رض کو جو سمجھاتے تھے وہ اسی پر چلتے تھے۔ پہلے ان کو شعور ہی نہیں تھا نہ تلاوت کا پتہ تھا نہ تزکیہ کا نہ حکمت کا۔ سب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جب نماز کا حکم آیا اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو تو ان کو پتہ نہ تھا کہ نماز کس طرح پڑھنی ہے۔ آتوا الزکوٰۃ کا حکم آیا تو رسول اللہ نے اسکی تفصیل بیان فرمائی کہ اس طرح نماز ادا کرو اور اتنے مال میں اتنی زکوٰۃ ادا کرو۔ سونے میں اتنی زکوٰۃ ہے۔ گائے میں اتنی زکوٰۃ ہے۔ اونٹ میں اتنی۔ بھیڑ بکریوں میں اتنی اور کھیتی باڑی میں اتنی زکوٰۃ ہے یہ عملی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ پھر اس کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ پھر تزکیہ نفس کراتے ہیں۔ صحابہ کرام سارے ہی عاشق تھے برائیوں کو چھوڑ دیتے تھے اور نیکیوں پر عمل کرتے تھے۔ جو بات رسول کریم سمجھاتے ہیں۔ صحابہ کرام اس پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی اشاعت کرنے والے تین گروہ ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ کی حفاظت کا ان تینوں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہوا ہے۔ ۱ انبیاء علیہم السلام ۲ اولیاء کرام و صوفیائے عظام اور ۳ اور علماء کرام باقی سب دنیادار ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صوفیائے عظام اور علمائے کرام اشاعت قرآن کے ذمہ دار ہیں

یہ اشاعت نہ کارخانہ داروں سے نہ چوہدریوں سے ہوتی ہے اور نہ سیٹھوں سے۔ علماء اور فقراء کے ذمہ تین کام ہیں۔ اب جو یہ تین کام نہیں کر سکتا۔ وہ رسول اللہؐ کی اصطلاح میں عالم نہیں ہے۔ جو متبع سنت نہیں ہے۔ وہ رسول اللہؐ کی اصطلاح میں فقیر نہیں ہے۔ لنگوٹی باندھ لے اور شریعت سے کوئی سروکار نہ ہو۔ فقیر وہ ہے جو متبع سنت ہو عالم بھی وہی قابل قدر ہے جو متبع سنت ہو۔ میں ہندی کی چندی کر کے سناتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک کر دیں۔ تزکیہ ہے گناہوں سے پاک ہونا۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہے۔ علماء کرام اور صوفیائے عظام پہلے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ پھر مطلب سمجھاتے ہیں۔ اور اس کے بعد تزکیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پاک کر کے اس دنیا سے اٹھائے آمین۔ جب تک آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے نہیں کریں گے۔ پاک نہیں ہوں گے۔ جنہوں نے عمل نہیں کیا تو وہ گدھے کی مثال بن گئے۔ سورۃ الجمعہ آیت ۵ میں ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط (ترجمہ) ان لوگوں کی مثال جنہیں توراۃ اٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے۔ جو کتابیں اٹھائے پھرتا ہے۔ تین چیزیں تلاوت قرآن ۱ تعلیم کتاب ۲ اور تزکیہ نفس ۳ عالم کے ذمہ ہیں۔ میں روزانہ درس میں تلاوت کر کے آیات سناتا ہوں اور ہر آیت کا مطلب سمجھاتا ہوں۔ یہ ہے تعلیم۔ پھر نفسوں کو ایسا دھوتا کہ برائیوں سے بچ جائیں۔ ماں باپ بھائی بہن ساس سسر سب سے تعلق درست ہو جائے۔ جب اپنی ہستی مارے گا۔ دوسروں کا حق پورا کرے گا۔ تب تزکیہ ہوگا۔ جو دوسروں کا حق ادا کرنے میں خود پیش قدمی کریگا۔ نجات پائے گا۔ وہ مانیں نہ مانیں یہ تو بری الذمہ ہو گیا۔

میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اگر ماں کے پیٹ میں سمجھا دیتا کہ دنیا میں فلاں فلاں ذمہ داریاں نبھانی پڑیں گی تو شاید کوئی بچہ دنیا میں آنا نہ چاہتا۔ اب آ گئے ہو تو تزکیہ نفس کرا کے جاؤ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر جنت کا باغ ہوتی ہے یا دوزخ کا گڑھا۔ کئی ایسے بھی بدبخت ہوں گے جو ماں باپ کو ستاتے ہیں۔ ماں باپ سے دشمنی ہے بولتے تک نہیں اور یاروں سے خوب یارانہ ہے۔ اگر کسی کامل سے وابستہ ہو گئے تو وہ انکو سمجھائے گا۔ عمل کرائے گا اور پاک کرے گا۔ کہے گا باپ کو راضی رکھ اور سب کے حقوق پورے کر۔

میں کہا کرتا ہوں اے شیطان تو ہے تو ملعون۔ مگر بڑا عقلمند ہے۔ تو عالموں کو بھی پھانستا ہے اور گرہ بجائیوں کو بھی پھانستا ہے۔ میں کئی ایسوں کو جانتا ہوں۔ مگر نام نہیں لیتا۔ بی اے ہیں۔ ایم۔ اے ہیں۔ قوم کے لیڈر ہیں مگر احمقوں کو پتہ نہیں کہ اول ماں کا حق ہے۔ پھر بیوی کا۔ اول باپ کے حقوق ادا کرو۔ پھر یاروں کے۔ ماں باپ کا حق ادا نہیں کرتے جنہوں نے پالا تھا۔ انہیں سے منہ پھیر کر چلے آئے شرم نہیں آتی ؟ ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

ہادی نفسوں کو مارنا سکھاتا ہے تم نہیں چاہتے کہ ماں باپ کی تابعداری کرو۔ مگر اللہ چاہتا ہے کہ والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ (وبالوالدین احسانا)

انبیاء علیہ السلام فقراء عظام اور علماء کرام رہنمائی کرتے ہیں قرآن مجید سے اور جو خود گمراہ ہے۔ وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کرے گا ؎

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

ہادی کا کام یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر سنائے اور اس کا مطلب سمجھائے اور قرآن کا رنگ چڑھائے۔ اگر یہ تینوں کام نہیں کر سکتا تو اپنا نام فقیر اور عالم نہ رکھوائے۔ بعض سجادہ نشین ہیں کہ پیر بنے بیٹھے ہیں۔ ان کا پڑدادا پیر تھا۔ مگر انہیں نہ دین آتا ہے نہ تعلیم قرآن ہے۔ یہ لوگوں کی کیا رہنمائی کریں گے۔

یہ مجلس ذکر بابرکت ہے۔ رحمت کے فرشتے کھڑے ہوئے ہیں۔ تمہارے لئے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ آپ کے تزکیہ نفس کے لئے سمجھاؤں۔ آپ میرے پاس آتے ہیں۔ میری ذمہ داری ہے کہ میں آپ کو قرآن مجید کی تلاوت کر کے سناؤں اور مطلب سمجھاؤں اور رنگ چڑھانے کی ترکیب کروں۔ طبیب جسمانی مریضوں کو پرہیز سکھاتا ہے۔ اور طبیب روحانی روحانی مریضوں کو پرہیز سکھاتا ہے۔ سب کے حقوق ادا کرو۔ اور بری الذمہ ہو کر جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ بوڑھی ماں اور بوڑھا باپ اگر شاکی ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے بخشے گا؟ ماں باپ ساس سسر غرض سب کو راضی کرو۔ اگر تم نے سب کو راضی رکھا تو جنت میں جاؤ گے ورنہ جس کو ستاؤ گے۔ اس کی آہوں سے دوزخ میں سزا پاؤ گے۔ قانون اس کا یہی ہے کہ سزا دے گا۔ اور بخشنے پر بھی وہ قادر ہے۔ اگر چاہے تو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل کر دے

حصہ بقدر جثہ

ہم نے تو آیتیں پڑھ کر سنائی ہیں مطلب سمجھانا ہے۔ کئی بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ جن کی مائیں ناراض ہیں۔ راضی نامہ کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ان میں فرق آتا ہے۔ خدا کا خوف ہو تو کتے اور بلی پر بھی رحم کرو گے۔ اماں اور ابا تو الگ رہے۔ گدھے اور حیوانات کے حقوق کی نگہداشت کرو گے۔ اگر گدھے کو باندھ رکھا ہے تو اس کو چارہ پانی دینا تم پر فرض ہے اگر تم نے اس کو بھوکا رکھا تو اس پر ظلم کیا۔ غرض جانوروں کے حقوق کی حفاظت کرو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم پاک ہو گئے ہو۔ کیونکہ میں نے چار پانچ ہفتوں سے یہی مضمون لیا ہوا ہے۔ تم کو حقوق کی نگہداشت نہیں ہے۔ اس لئے بار بار کہتا ہوں کہ آپ تب پاک ہونگے جب سب کے حقوق پورا کرینگے۔ ابھی آپ میں نجاست ہے۔ اگر بڑا بھائی ماں باپ ناراض ہیں اور تم نے ان سے معافی نہیں مانگی تو سمجھ لو کہ ابھی تزکیہ نہیں ہوا۔

دعا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ سب کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اپنی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

آمین یا الہ العالمین

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تہجد میں آپ کیا دُعا پڑھتے تھے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَتَہَجَّدُ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ (متفق علیہ)

ترجمہ - ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ جب رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے (یعنی اللہ اکبر کہنے کے یا رکوع کے بعد) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ یعنی اے اللہ سب تعریف تیرے ہی لئے ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور اس چیز کو جو اس کے درمیان ہے اور تیرے ہی لئے سب تعریف ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے روشن کرنے والا ہے اور تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اس کا مالک ہے اور تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے۔ تو ہی حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے تیرا قول حق ہے جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور محمدؐ حق ہیں اور قیامت حق ہے اے اللہ تیرا ہی تابعدار ہوا ہوں۔ میں تجھی پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی میں نے بھروسہ کیا۔ تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا۔ اور تیری ہی مدد سے میں اپنے دشمنوں سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف میں فریاد لایا۔ پس تو بخش دے میرے ان گناہوں کو جو میں نے پہلے کئے ہیں اور بعد میں کروں گا اور جو پوشیدہ طور پر کئے میں نے اور جن کو ظاہر طور پر کیا میں نے اور تو ان گناہوں کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم ہے اور تو ہی مؤخر ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔

تہجد کی دُعا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَہٗ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ - عائشہ رضؓ کہتی ہیں - نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنی نماز کو اس دعا سے شروع فرماتے - اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یعنی اے اللہ - اے جبرئیلؑ میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے پروردگار - اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے - اے جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے تو ہی فیصلہ کرے گا - قیامت کے دن اپنے بندوں کے درمیان اس چیز میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ میری رہنمائی کر اس چیز میں جس میں اختلاف کیا گیا ہے امر حق سے تو ہی ہدایت دیتا ہے - جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ - عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ کہتے لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ - یعنی اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے - اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تیری تعریف کے ساتھ اور بخشش چاہتا ہوں اپنے گناہوں کی اور تجھ سے تیری رحمت کا خواستگار ہوں - اے اللہ میرے علم میں زیادتی عطا فرما میرے دل میں ہدایت عطا فرمانے کے بعد کجی پیدا نہ ہونے دے اور اپنے پاس سے میرے لئے رحمت عطا فرما - تو ہی بہت بخشنے والا ہے -
(ابو داؤد)

خدام الدین گھر گھر پہنچایئے

جناب الصدیق حسین شاہ صاحب صادق جوری رسالدار معسکر کوئٹہ)



خلفاء راشدین

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النور ع ۷)

خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیئے۔ وعدہ کر لیا ہے کہ بالضرور ان کو زمین میں جانشین اور خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا جو تم سے پہلے تھے اور ان کے اس دین کو جس کو ان کے لئے پسند کر چکا ہے متمکن مضبوط کر دے گا۔ اور خوف کے بعد ان کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری ہی پرستش کرینگے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ جس نے اس کے بعد کفران کیا وہ لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت میں احکم الحاکمین نے ایک بڑے معرکہ کے مسئلہ خلافت کا بھی فیصلہ فرما دیا۔ اگر کوئی دل نور ہدایت سے منور ہو تو اس کو اس فیصلہ رحمانی کے بعد مسئلہ خلافت کو مان لینے میں ہرگز تامل نہ ہوگا دیکھیئے رب الارباب نے شمع نبوّت کے پروانوں کو مسند خلافت سے سرفراز فرمانے کا جو وعدہ فرمایا۔ کیا وہ اصحاب ثلاثہ کے حق میں پورا ہوا یا نہیں۔ اگر پورا ہوا تو وہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے سچے مصداق ہوئے یا نہیں۔ کیا غیر مستحق لوگ بھی انعام پاتے ہیں؟ خصوصاً جبکہ منعم علیم بذات الصدور اور علام الغیوب ہو۔ یاد رکھیئے اس ذات علیم و خبیر کے آگے اعزاز کے مستحق اور غیر مستحق ہرگز مخفی نہیں رہ سکتے اور نہ ہی اس کے حتمی وعدوں میں تخلف ہو سکتا ہے۔ نہ کوئی طاقت اس سے زبردست ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے پاک ارادوں کی مزاحمت کر سکے۔

اور اس کی دی ہوئی نعمت اس کے مقبول بندوں کے ہاتھوں سے چھین سکے۔

یہ آیت پکار کر کہہ رہی ہے کہ خلفاء اربعہؓ نے نہ تو اپنے ارادہ و اختیار سے اور نہ کسی منصوبہ سے خلافت کی تحصیل کی۔ بلکہ یہ خدا کی عنایت اور اسکی دین ہے اور اسے پورا اختیار ہے کہ جسے چاہے اس منصب عظیم سے نوازے۔ اس پر کسی کو ملال نہ ہونا چاہیئے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خلاف مشیّت ایزدی اصحاب ثلاثہؓ کی قوت مولےٰ علی المرتضےٰ اسد اللہ الغالب پر غالب آ جائے؟ بلکہ وہ تو رحماء بینھم کے اصلی اور سچے مصداق تھے۔ اور آپس میں رحمدل تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر سلیم الفطرت بیٹا اپنے نیکوکار باپ کی روش کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ پھر باپ بھی ایسا جسکی بابت دربار نبویؐ سے یہ اعلان ہو چکا ہو کہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ

یعنے جیسا میرا قول و فعل تم پر سنّت ہے۔ اسی طرح میرے خلفاء عظام کا قول و فعل بھی تمہارے لئے سنت ہے۔ اب ذرا انصاف سے سوچیئے کہ اگر مولیٰ علے المرتضیٰؓ اصحابہ ثلاثہ سے ڈر کر بیعت کرتے رہے تو پھر امام حسینؓ کو بھی باپ کی اس سنت پر ضرور عمل کرنا چاہیئے تھا۔ مگر شہادت حسینؓ اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت اسلامی ہونے کا ثبوت پیش کر رہی ہے۔ کہ اگر اصحاب ثلاثہ کی خلافت معاذ اللہ غاصبانہ یا غیر اسلامی خلافت ہوتی اور والد ماجد شیر خدا نے ان سے ڈر کر بیعت کی ہوتی تو آج وہ بھی یزید سے ڈر کر اس کی بیعت کر کے اپنے اباجی کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے اپنے لخت جگر اصغر و اکبر اور دیگر بیبیوں خاندانی افراد کی جانیں بچا لیتے۔ مگر معاملہ برعکس ہے کہ صحاب ثلاثہ کی خلافت خلافت اسلامی تھی۔ اس لئے اسد اللہ الغالب انکی بیعت کرتے رہے اور یزیدی حکومت خلافت برحق نہیں ہے۔ بلکہ استبدادیت ہے۔ لہذا حضرت حسینؓ نے ضروری سمجھا کہ میدان کرب و بلا میں اپنے لخت جگر اور دیگر اقربا کی بے مثال قربانیاں دے کر تکمیل شہادت اور حفاظت دین کا عظیم عمل امت مرحومہ کے لئے یادگار چھوڑ جائیں۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ہاں تو یہ یقین ہے کہ مولا علی المرتضیٰؓ اپنی خداداد شجاعت کے باعث شیر خدا کہلاتے ہیں۔ مگر آپ کے مخالفین کہتے ہیں کہ آپ نے اصحابہ ثلاثہ کی بیعت ڈرتے ہوئے کی تھی۔ خدا را ان پاک شخصیتوں پر ایسے الزامات نہ تھوپیئے۔ حضرت شیر خدا اگر اکیلے بھی میدان کارزار میں نکل آتے تو آپ کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ انی واللہ لو لقیتھم واحد وھم طلاع الارض کلھا ما بالیت ولا استوحشت۔ اللہ کی قسم اگر میں تن تنہا بھی میدان میں مخالفین کے مقابلہ میں نکل آؤں۔ اور ان سے تمام روئے زمین بھری ہوئی ہو تو بھی کوئی پرواہ نہ کروں گا۔ نہج البلاغت ص ۱۵۸

حضرت عمر فاروقؓ کو اگر مولیٰ علی المرتضیٰؓ اپنا رفیق نہ سمجھتے تو اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا عمرؓ سے کبھی نکاح نہ کرتے۔ حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی کا ولی نکاح حضرت عباسؓ کو بنایا تھا۔ فروع کافی ص ۱۴۱

عن جعفرؓ عن ابیہ قال ماتت ام کلثوم بنت علی وابنھا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحد لا یدری ایھما ھلک قبل فلم یورث احدھما من الاخر وصلی علیھما جمیعا۔ یعنی حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم اور ان کا بیٹا زید بن عمر ایک ہی وقت میں فوت ہوئے تھے۔ تہذیب الاحکام ص ۳۸۰۔ تزوج ام کلثوم بنت علیؓ الخ طبری ص ۱۶ ج ۵

حضرت عمرؓ کے خلافت کے زمانہ میں جب فارس فتح ہوا تو نوشیرواں کی پڑپوتی شہنشاہ ایران یزدگرد سوم کی بیٹی جو عرب میں آئی تھی۔ وہ خلیفۃ المسلمین نے حضرت حسینؓ کی ملک میں دے دی۔ اور انہی کے بطن سے زین العابدین ہیں۔ جو کہ موجودہ سادات کے جد امجد ہیں۔ اگر عمر فاروقؓ کی خلافت اسلامی نہ ہوتی۔ تو پھر حسینؓ شہر بانو کو کبھی اپنی منکوحہ نہ بناتے۔ اسی اثنا عشری امام حسن عسکری نے ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفسقون کی تفسیر یوں کی ہے کہ من انکر من احسانھم فاولٰئک ھم الفسقون یعنی اصحاب ثلاثہ کے احسان کو فراموش کرنے والا ہی اصل فاسق ہے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مناقبِ حضراتِ اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

از جناب ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی (شیخوپورہ)

حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ازواجِ مطہرات سے خطاب

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۚ پ ۲۲ ع ۱

(ترجمہ) اے نبی کی عورتو! تم عام عورتوں جیسی نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو۔ کیونکہ جن کے دل میں مرض ہے وہ لالچ کرے گا اور معقول بات کہو۔ اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور (بناؤ سنگار) دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ پہلے جہالت کے زمانے میں دکھانے کا دستور تھا۔ اور نماز قائم رکھو، اور زکوٰۃ دیتی رہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں رہو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندی باتیں دور کرے اور تم کو ستھرا کر دے۔

تشریح

اے ازواجِ مطہرات! تمہاری حیثیت اور مرتبہ عام عورتوں کی طرح نہیں۔ آخر اللہ تعالےٰ نے تم کو سید المرسلین کی زوجیت کے لئے انتخاب فرمایا اور اُمہات المومنین بنایا، لہٰذا اگر تقویٰ و طہارت کا بہترین نمونہ پیش کرو گی۔ جیسا کہ تم سے متوقع ہے اُس کا وزن اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہوگا اور بالفرض کوئی بُری حرکت سرزد ہو تو اسی نسبت سے وہ بھی بہت زیادہ بھاری اور قبیح سمجھی جائے گی۔

اگر تقویٰ اور خدا کا ڈر دل میں رکھتی ہو تو غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرتے وقت نرم اور دلکش لہجہ میں کلام کرو حتی المقدور غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں قدرے سختی اور رُوکھا پن ہو اور کسی بدظن کے قلبی میلان کو اپنی طرف جذب نہ کرے اُمہات المومنین کو اس بارہ میں اپنے مقام کے لحاظ سے اور بھی زیادہ احتیاط لازم ہے۔

اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے۔ اُس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حُسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ اُمہات المومنین کا فرض اس معاملہ میں اور بھی زیادہ مؤکد ہوگا۔

ایک مسلمان عورت بہرحال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر شیطان کو تاک جھانک کا موقع نہ دے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ برائی کے مواقع سے بچنا اور نیکی کی طرف سبقت کرنا سب کے لئے ضروری ہے —— مگر ازواجِ مطہرات کے لئے سب عورتوں سے زیادہ ضروری ہے اُن کی ہر ایک بھلائی بُرائی وزن میں دوگنی ہے۔ اے ازواجِ مطہرات! تم دیگر عورتوں سے بڑھ کر ان چیزوں کا اہتمام رکھو۔ کیونکہ تم نبیؐ سے اقرب اور امت کے لئے نمونہ ہو۔

اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتی رہو۔ نماز قائم کرتی رہو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو۔ کیونکہ اللہ کا ارادہ ہے کہ نبیؐ کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک صاف کر دے۔ (حضرت مولانا عثمانی رح)

اہلِ بیت کی تحقیق

اہل بیت کے لغوی معنی گھر والے کے ہیں اور اصطلاح میں خصوصاً عرب کے عُرف میں اس لفظ کا اطلاق خاص بیوی پر ہوتا ہے۔ گو گھر میں بیٹا، بیٹی، پوتا، نواسا اور نواسی بھی ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح نوکر چاکر خادم بھی، ہمارے عُرف میں بھی اہل خانہ (گھر والی) بیوی کو کہتے ہیں۔

(۱) اُم سلمہ و عائشہ و واثلہ بن الاسقع سے بطرقِ مختلفہ ترمذی و ابن المنذر و حاکم و ابن مردویہ و بیہقی و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن ابی شیبہ و احمد و مُسلم نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے گو اس کے بعض طریقے محدثین کے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ و علیؓ و حسنؓ و حسینؓ کو ایک سیاہ کمبلی میں لپٹا کر کہ جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے یہ دُعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاۗءِ اَهْلُ بَیْتِیْ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا

(ترجمہ) اے اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ ان کی ناپاکی دُور کر دے اور ان کو پاک کر دے۔

(۲) اور ایک حدیث انہیں لوگوں نے یہ بھی روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ فجر کی نماز کو جب مسجد میں جاتے تھے تو فاطمہؓ کے گھر کھڑے ہو کر یا اہلِ البیت الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہہ کر یہ دُعا پڑھتے تھے۔

(۳) اور مُسلم نے زیدؓ ابن ارقم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں یعنی ان کی مراعات رکھنا۔ زید سے کسی نے پوچھا اہل بیت کون ہیں؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان کی اہل بیت نہیں ہیں؟ کہا آپ کی بیویاں آپ کی اہل بیت ہیں لیکن آپ کے اہل بیت وہ لوگ ہیں کہ جن پر صدقہ حرام ہے علیؓ۔ عقیلؓ، جعفرؓ اور عباسؓ کی اولاد۔

ان تینوں حدیثوں کو صحیح مان لینا چاہئے۔ مگر ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خاص حضرت علیؓ، فاطمہؓ اور حسنینؓ ہی اہل بیت ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اہل بیت نہیں ہیں۔ بلکہ پہلی حدیث تو یہی کہہ رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بھی کمبلی میں لے کر اہل بیت میں شامل فرمایا اور اُن کے لئے دُعا کی ورنہ کیا اللہ تعالےٰ کو معلوم نہ تھا کہ یہی لوگ اہل بیت ہیں؟ پھر ھٰؤلآءِ اہلِ بیتی کہنے کی کیا حاجت تھی۔ اور اسی طرح دوسری حدیث میں پایا جاتا ہے اور تیسری حدیث تو ان دونوں کے مخالف ہے۔ اس کے علاوہ یہ قول زید کا ہے جو جعفرؓ و عقیلؓ اور علیؓ و عباسؓ کی اولاد کو اہل بیت کہہ رہے ہیں۔

قول فیصل یہ ہے کہ دراصل اہل بیت تو ازواجِ مطہرات ہی ہیں۔ اور ان میں آنحضرتؐ نے اپنے پیارے فرزندوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اور کیوں نہیں، بال بچے، اور عزیز و اقارب بھی گھر ہی کے لوگ شمار ہوتے ہیں پس اعتقادِ صحیح اور محبت خالص یہی ہے کہ ازواجِ مطہرات اور ان پاک باز لوگوں کو بھی اہل بیت سمجھ کر ان کا تہ دل سے ادب کرے جن میں حضرت عائشہ صدیقہ اور فاطمہ زہرا اور حسنین بھی داخل ہیں (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

فائدہ

کیا حضرت علیؓ و جعفرؓ و عقیلؓ اور عباسؓ کی اولاد بھی جو سینکڑوں برس کے بعد پیدا ہوئی اور ہوگی سب اہل بیت ہیں؟

حقیقت میں اہل بیت اور آل وہی لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھے اور ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کو جو اہل بیت اور آلِ نبی کہا جاتا ہے تو مجازاً اور ادباً، کس لئے کہ یہ نہ حضرتؐ کے گھر میں کبھی رہے ہیں۔ نہ ہی آنحضرتؐ اُن کی عیالت کرتے تھے۔ حق بات یہی ہے باقی افراط و تفریط ہے جو تعصب یا فرطِ محبت پر مبنی ہے۔

(تفسیر حقانی)

آیت کا مدلول بروئے تفسیر بیان القرآن ازواجِ مطہرات ہیں

اس مقام پر جو لفظ اہل بیت آیت تطہیر میں آیا ہے سباق و سیاق کے دیکھنے سے بالیقین اس کا مصداق ازواجِ مطہرات ہیں چنانچہ ابن عباسؓ کا قول اسی آیت تطہیر میں ہے۔ نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ

یعنی یہ آیت خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں اتری ہے۔ اور عکرمہ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

جو لوگ اس آیت کو ازواج مطہرات کا مصداق نہ ہونا بتلاتے ہیں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے بھی کملی میں آنا چاہا تو آپ نے فرمایا اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ (بے شک تو بھلائی پر ہے) اور اُن کو داخل نہیں کیا۔ سو اس بارہ میں محقق بات یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اہل بیت کا مطلب یکساں نہیں بلکہ حدیث میں تو عترت (اولاد) مراد ہے۔ اور حضرت ام سلمہ کا داخل نہ کرنا اس لئے ہوگا کہ تمہارا تو مدلول آیت ہونا ظاہر ہی ہے جن کا آیت میں بیان ہونا خفی ہے۔ ان کا ذکر کرتا ہوں۔

غرض لفظ اہل بیت کے دو مطلب ہیں۔ ایک ازواج دوسرے عترت، اور خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے۔ کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی مراد ہو سکتا ہے۔ پس آیت میں ظاہراً مفہوم اول مراد ہے۔ اور مفہوم ثالث بھی شامل ہے اور حدیث ثقلین وحرمت صدقہ وحدیث عبا میں دوسرا مطلب مراد ہے۔ پس اس تحقیق کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

اہل بیت کی تطہیر کی بشارت

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا - پ۲۲ ع ۱

(ترجمہ) اے نبی کے گھر والو! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندی باتیں دور کرے۔ اور تم کو ستھرا کر دے ایک ستھرائی سے۔

(مطلب) اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ نبیؐ کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک وصاف کر دے اور ان کے رتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسروں سے ممتاز و فائق ہو۔

یہ تطہیر و اذہاب رجس (گندگی کا دور کرنا) اس قسم کی نہیں جو وضو کی آیت میں یا بدر کے قصہ میں مراد ہے۔ بلکہ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب نفس، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں بن جاتے ہاں محفوظ کہلاتے ہیں۔ چنانچہ لفظ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ فرمانا اور اَرَادَ اللّٰهُ نہ فرمانا خود اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت کے لئے عصمت ثابت نہیں۔

نظم قرآن کریم میں تدبر کرنے والے کو ایک لمحہ کے لئے اس میں شک وشبہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں اہل بیت کے مدلول میں ازواج مطہرات یقیناً داخل ہیں۔ کیونکہ آیت زیر بحث سے پہلے اور پیچھے پورے رکوع میں تمام تر خطابات اُن ہی سے ہوئے ہیں۔

اور بیوت کی نسبت بھی پہلے وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ میں (اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں) اور آگے وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی پڑھی جاتی ہیں) میں اُن کی طرف کی گئی ہے۔ یعنی قرآن وسنت میں جو اللہ کے احکام اور دانائی کی باتیں ہیں۔ اُنہیں سیکھو، یاد کرو، دوسروں کو سکھاؤ اور اللہ کے احسان عظیم کا شکریہ ادا کرو کہ تم کو ایسے گھر میں رکھا جو حکمت کا خزانہ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

شواہد قرآنی

علاوہ ازیں قرآن میں اہل بیت کا لفظ عموماً اسی سیاق میں مستعمل ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم کی بیوی سارہ کو خطاب کرتے ہوئے ملائکہ نے فرمایا:

(۱) اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ط (سورہ ہود) پ۱۲ ع ۷

(ترجمہ) وہ بولے، کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔ اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت سارہ کی عمر ننانوے سال کی تھی اور حضرت ابراہیمؑ سو سال یا اس سے بھی زیادہ عمر کے تھے اگر اس عمر میں لڑکا پیدا ہوگا تو بالکل انوکھی اور عجیب وغریب بات ہوگی۔ فرشتوں نے کہا۔ جس گھرانے پر خدا کی اس قدر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہی ہیں۔ اور جنہیں ہمیشہ معجزات وخوارق دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ کیا اُن کے لئے یہ کوئی تعجب کا مقام ہے، اُن کا تعجب کرنا خود قابل تعجب ہے انہیں لائق ہے کہ بشارت سُن کر تعجب کی جگہ خدا کی تمجید و تحمید کریں کہ سب بڑائیاں اور خوبیاں اُسی کی ذات میں جمع ہیں

(۲) وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ (پ۲۸ ع ۱۷)

(ترجمہ) اُن کو ان کے گھروں سے مت نکالو

یعنی مطلقہ عورتوں کو اُن کے گھروں سے نہ نکالا جائے

(۳) وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ (پ۱۲ ع ۱۳)

اور پھسلایا اُس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے۔

(مطلب) عزیز کی بیوی زلیخا نے حضرت یوسفؑ کے سامنے ایک سخت امتحان کا موقع کھڑا کر دیا۔ یعنی حضرت یوسفؑ کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو گئی اور چاہا کہ یوسف کے دل کو ان کے قابو سے باہر کر دے یہاں بیت کو زلیخا کی طرف منسوب کیا۔ بہرحال اہل بیت میں اس جگہ ازواج مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے۔ بلکہ آیت کا خطاب اولاً اُن ہی سے ہے۔ لیکن چونکہ اولاد و داماد بھی بجائے خود اہل بیت (گھر والوں) میں شامل ہیں۔ بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں۔ جیسا کہ مسند احمد کی ایک روایت میں اَحَقُّ کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے آپ کا حضرت فاطمہ، علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لیکر اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ وغیرہ فرمانا یا حضرت فاطمہؓ کے مکان کے قریب گذرتے ہوئے اَلصَّلٰوةَ اَهْلَ الْبَيْتِ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ سے خطاب کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور ان ہی سے مخاطب ہو رہا ہے۔ مگر یہ حضرات بھی بطریق اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلت تطہیر کے اہل ہیں۔ باقی ازواج مطہرات چونکہ خطاب قرآنی کی اوّلین مخاطب تھیں اس لئے ان کی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی رح)

مرد حضرتؐ کی ازواجؓ کے سامنے نہ جائیں کوئی چیز مانگنی ہو وہ بھی پردہ کے پیچھے سے مانگیں۔ اس میں جانبین کے دل ستھرے اور صاف رہتے ہیں اور شیطانی وساوس کا استیصال ہو جاتا ہے۔

مومنین کے لئے لائق نہیں کہ وہ حضورؐ کی حیات میں یا وفات کے بعد کوئی بات ایسی کہیں یا کریں جو خفیف سے خفیف درجہ میں آپ کی ایذاء کا سبب بن جائے لازم ہے کہ سب مومنین اپنے محبوب ومقدس پیغمبر کی عظمت شان کا ہمیشہ خیال رکھیں۔ مبادا غفلت یا تساہل سے کوئی تکلیف دہ حرکت صادر ہو جائے اور دنیا و آخرت کا خسارہ اٹھانا پڑے۔

ان تکلیف دہ حرکات میں سے ایک بہت سخت اور بڑا بھاری گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص ازواج مطہرات سے آپ کے بعد نکاح کرنا چاہے یا ایسے نامناسب ارادہ کا حضورؐ کی موجودگی میں اظہار کرے۔ ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کی مخصوص عظمت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کی وجہ سے قائم ہوئی ہے۔ کیونکہ روحانی حیثیت سے وہ تمام مومنین کی محترم مائیں قرار دی گئی ہیں۔ کیا کسی اُمتی کے عقد نکاح میں آنے کے بعد اُن کا یہ احترام کماحقہٗ ملحوظ رہ سکتا ہے۔ یا آپ کے بعد وہ خانگی بکھیڑوں میں پڑ کر تعلیم وتلقین دین کی اس اعلیٰ غرض کو آزادی کے ساتھ پورا کر سکتی ہیں۔ جس کے لئے فی الحقیقت قدرت نے نبیؐ کی زوجیت کے لئے اُن کو چُنا تھا اور کیا کوئی پرلے درجہ کا بے حس وبے شعور انسان بھی باور کر سکتا ہے۔ کہ سید البشر، امام المتقین اور پیکر خلق عظیم کی خدمت میں عمر گزارنے والی خاتون ایک لمحہ کے لئے بھی کسی دوسری جگہ رہ کر قلبی مسرّت وسکون حاصل کرنے کی اُمید رکھ سکے گی۔ خصوصاً جب کہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ وہ منتخب خواتین تھیں۔ جن کے سامنے دنیا و آخرت کے دو راستوں میں سے ایک راستہ انتخاب کے لئے پیش کیا گیا تو انہوں نے بڑی خوشی اور آزادی سے دنیا کے عیش وبہار پر لات مار کر اللہ و رسولؐ کی خوشنودی اور آخرت کا راستہ اختیار کر لینے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ حضورؐ کی وفات کے بعد کیسے بے مثال زُہد و ورع اور صبر وتوکل کے ساتھ ان مقدس خواتین جنت نے عبادت الٰہی میں اپنی زندگیاں گزاریں اور احکام دین کی اشاعت اور اسلام کی خدمات مہمہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے رکھا ان میں سے کسی ایک کو بھول کر بھی دنیا کی لذتوں کا خیال نہیں آیا اور کیسے آسکتا تھا جب کہ پہلے ہی حق تعالیٰ نے اُن کے تزکیہ وتطہیر کی کفالت فرمائی تھی۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی رح)

اسد اللہ علی ابن طالب کے مناقب

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ حضور والا نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم قربت رکھنے میں مجھ سے ایسے ہو، جیسے ہارون موسیٰؑ کے واسطے تھے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (اور ہارون پیغمبر تھے)

(۲) حضرت سہیل بن مسعودؓ کہتے ہیں جنگِ خیبر کے دن حضورؐ والا نے ارشاد فرمایا تھا کہ کل میں جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جس کو خدا اور رسولؐ سے محبت ہے۔ اور اُس سے خدا و رسولؐ کو محبت ہے۔ اور اس کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ جب صبح ہوئی تو لوگ دوڑ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سب جھنڈا ملنے کے خواستگار تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علی ابن ابیطالب کہاں ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔ فرمایا کسی کو بھیج کر اُن کو بلاؤ حسب الحکم حضرت علیؓ حاضر ہوئے۔ حضورؐ والا نے اپنا لُعاب دہن حضرت علیؓ کی آنکھوں میں لگایا۔ آنکھیں فوراً اچھی ہوگئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔ حضور اقدسؐ نے آپ کو جھنڈا دے دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اُن سے اس قدر لڑوں گا کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں۔ فرمایا جاؤ اور نرم طریقہ اختیار کرو۔ جب اُن کے میدان میں اُترو تو اُن کو دعوتِ اسلام دینا اور جو حقوق الٰہی اُن کے ذمہ واجب ہیں وہ اُن کو بتانا کیونکہ اگر تمہارے ذریعہ سے ایک کو بھی ہدایت ہوگی تو خدا کی قسم تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بھی یہ بات زیادہ مفید ہوگی

(۳) حضرت عمرانؓ بن حصین کہتے ہیں۔ رسول پاکؐ نے ارشاد فرمایا کہ نسب میں علیؓ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور علیؓ ہر مومن کا دوست ہے۔

(۴) حبشی بن خبارہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ نسب میں علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور میری طرف سے قرض و معاہدہ وغیرہ سوائے میری ذات کے یا علیؓ کے اور کوئی ادا نہ کرے۔

(۵) حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول پاکؐ نے ارشاد فرمایا میں مکانِ حکمت ہوں اور علیؓ اُس مکان کا دروازہ ہے۔

(۶) حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا علیؓ سے منافق کو محبّت نہیں ہوگی اور مومن علیؓ سے بُغض نہیں رکھے گا۔

(۷) حضرت بریدہؓ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے جناب سیدہ فاطمہؓ سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ رسول پاکؐ نے فرمایا وہ چھوٹی عمر کی ہیں پھر حضرت علیؓ نے خواستگاری کی تو حضور والا نے علیؓ سے نکاح کر دیا۔

(۸) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہؐ نے مسجد کے اندر سے سوا علیؓ کے دروازہ کے سب دروازے بند کرنے کا حکم کر دیا تھا (مشکوٰۃ؛ باب مناقب حضرت علیؓ)

مناقب سیّدہ فاطمہؓ و حسنینؓ

(۱) حضرت سعد ابن ابی وقاص کہتے ہیں جب آیت فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ اُتری تو رسول پاکؐ نے حضرت علی کو جنابہ سیّدہ کو، اور امام حسنؓ و حسینؓ کو بُلایا اور فرمایا الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک روز صبح کو رسول پاکؐ سیاہ نقشین کملی اوڑھے ہوئے برآمد ہوئے اتنے میں حسن بن علیؓ آگئے حضور نے ان کو کمبل میں داخل کر لیا پھر حسینؓ آئے تو ان کو بھی داخل کر لیا پھر جنابہ سیدہ تشریف لائیں تو اُن کو بھی داخل کر لیا۔ پھر علیؓ تشریف لائے تو اُن کو بھی داخل کر لیا۔ اس کے بعد آیت تلاوت فرمائی: لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔

(۳) حضرت مسور بن مخرمہ کہتے ہیں رسول پاکؐ نے ارشاد فرمایا فاطمہؓ میرے بدن کا ایک پارہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔

وَسَیِّدَۃُ النِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ۔

(ترجمہ) حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

(۴) حضرت زیدؓ ابن ارقم کہتے ہیں ایک بار رسول پاکؐ نے مکہ و مدینہ کے درمیان خُم نامی پانی پر کھڑے ہو کر ایک تقریر فرمائی۔ خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا اور وعظ، نصیحت کے بعد فرمایا لوگو! میں بھی محض ایک انسان ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا پیامبر میرے پاس آئے گا اور میں اُس کے بلاوے کو قبول کر لوں گا۔ میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑتا ہوں ایک تو کتاب اللہ جس کے اندر ہدایت اور نُور ہے۔ تم اس پر عمل کرو۔ اور اُسی سے عقائد و اعمال کا استنباط کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضورؐ والا نے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے کی خوب ترغیب دی۔ پھر فرمایا دوسرے میرے اہلِ بیت ہیں میں اپنے اہلِ بیت کے حقوق کی نگہداشت اور اُن کی پاسداری کی تم کو نصیحت کرتا ہوں۔

(۵) حضرت براءؓ ابن عازبؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا حضور اقدسؐ کے دوشِ مبارک پر حضرت حسنؓ سوار ہیں اور حضورؐ فرما رہے ہیں۔ الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تُو بھی اس سے محبّت کر۔

(۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں دن کے کسی حصّہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ ساتھ کاشانۂ نبوت سے نکلا یہاں تک کہ حضور والا جناب سیّدہ فاطمہ کے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا کیا لڑکا ہے؟ کیا لڑکا ہے؟ یعنی امام حسن، تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ حضرت حسینؓ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور والا کے گلے سے لگ گئے رسول پاکؐ نے فرمایا الٰہی میں اس سے محبّت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ اور اُس شخص سے بھی کر جو اس سے محبّت کرے۔

(۷) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول پاکؐ کا ہم شکل حضرت حسنؓ سے زیادہ کوئی نہ تھا امام حسینؓ کے متعلق بھی حضرت انسؓ کا یہی قول ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں یہ دونوں میرے پھول ہیں۔

(۸) حضرت زید ابن ارقمؓ کہتے ہیں رسول پاکؐ نے حضرت علیؓ، جناب سیّدہؓ اور حسنینؓ کے متعلق فرمایا۔ جو ان سے جنگ کرے گا میں اُس کے لئے جنگ ہوں اور جو اُن سے صلح رکھے گا میں اس کے لئے صُلح ہوں۔

(۹) حضرت جمیع بن عمیرؓ کہتے ہیں میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کی خدمت میں گیا اور دریافت کیا حضورؐ کے نزدیک سب سے پیارا کون شخص تھا۔ اُمّ المومنین نے فرمایا فاطمہؓ، دریافت کیا گیا مردوں میں، فرمایا فاطمہ کے شوہر۔

(۹ الف) حضرت ابوسعید خُدریؓ کہتے ہیں رسول پاکؐ نے ارشاد فرمایا کہ حسن و حُسین جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ "سید شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ"

(۱۰) حضرت اُنسؓ کہتے ہیں حضورؐ اقدس سے دریافت کیا گیا اہل بیت میں سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے۔ فرمایا حسنؓ و حُسینؓ سے، رسولِ پاکؐ حضرت فاطمہؓ سے فرماتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں کو بُلاؤ۔ جب صاحبزادے آجاتے تو حضورؐ اُن کو سونگھتے تھے اور لپٹا لیتے تھے۔

(۱۱) حضرت یعلیٰ ابنِ مُرّہ کہتے ہیں حضورؐ گرامی نے فرمایا حُسین مجھ سے ہے اور میں حُسین سے ہوں جو حُسین سے محبت کرے خدا اُس سے محبت کرے۔ حُسین میری ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی ہے۔

(۱۲) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حَسن سینہ سے لے کر سر تک رسول اللہ سے بہت زیادہ ہم شکل ہیں اور حُسین نیچے کے بدن میں حضورؐ سے مُشابہ ہیں۔

(۱۲ الف) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول پاکؐ امام حسنؓ کو دوشِ مبارک پر سوار کئے ہوئے تھے۔ ایک شخص بولا، صاحبزادے! اچھی سواری پر سوار ہو حضورؐ نے فرمایا سوار بھی اچھا ہے۔

(۱۳) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول پاکؐ نے ارشاد فرمایا خدا سے محبت کرو۔ کیونکہ وہ تم کو نعمتیں دے کر پرورش کرتا ہے اور اس محبّت کی وجہ سے مجھ سے محبّت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے بھی محبت کرو۔

(۱۴) حضرت ابوذرؓ کعبہ کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے میں نے حضور اقدسؐ سے سُنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ میری اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے نوحؑ کی کشتی جو شخص اس پر سوار ہوگیا ڈوبنے سے بچ گیا اور جو رہ گیا وہ ڈوب گیا۔

(۱۵) حضرت اُمّ فضل بنت حارثؓ کہتی ہیں کہ ایک روز میں خدمتِ گرامی میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ، میں نے آج رات عجیب ہیبت ناک بیہودہ خواب دیکھا ہے، فرمایا کیا ہے، میں نے عرض کیا

وہ بہت سخت ہے (بیان کے قابل نہیں) فرمایا بتاؤ، میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا حضورؐ کے بدن کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آگیا، فرمایا خواب تو تم نے اچھا دیکھا، فاطمہ کے انشاء اللہ کوئی لڑکا پیدا ہوگا اور تمہاری گود میں ہوگا - چنانچہ امام حسینؓ حضرت فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئے - اور میری گود میں آئے - میں نے ایک روز جا کر رسول اللہؐ کی گود میں رکھ دیا، پھر حضور والا میری طرف سے دوسری جانب متوجہ ہو گئے - میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو چشم ہائے مبارک سے آنسو جاری تھے - میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ نثار، کیا بات ہے؟ فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے آکر اطلاع دی ہے کہ تمہاری اُمت اس کو شہید کرے گی میں نے کہا ان کو، فرمایا ہاں (اس کو) جبرئیلؑ میرے پاس یہاں کی کچھ سُرخ مٹی بھی لائے تھے۔

(۱۶) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا کہ رسول پاکؐ کے بال، بکھرے ہوئے ہیں - غبار پڑا ہوا ہے اور دست مبارک میں ایک بوتل ہے جس کے اندر خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ حضور پر میرے ماں باپ نثار، یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جو شروع دن سے میں اٹھا رہا ہوں یعنی صبح سے اس وقت تک اٹھا کر شیشی میں بھر رہا ہوں - ابن عباسؓ فرماتے ہیں - میں نے اس وقت کو یاد رکھا تو معلوم ہوا کہ جناب امام حسینؓ اسی وقت شہید کئے گئے ہیں -

(مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیتؓ)

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ مسلمان عورتوں کے لئے پورا نمونہ ہیں

(۱) مریمؑ از یک نسبت عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہراؓ عزیز
(مریمؑ صرف حضرت عیسیٰؑ کی وجہ سے عزیز ہیں - لیکن حضرت فاطمہؓ تین وجوہ سے عزیز ہیں -)

(۲) نور چشم رحمۃ للعالمینؐ
آں امام اولین و آخرین
(حضرت فاطمہؓ رسول پاکؐ کی بیٹی ہیں - جو کہ پہلے اور پچھلوں کے امام ہیں -)

(۳) آں کہ جاں در پیکر گیتی دمید
روزگار تازہ آئیں آفرید
(وہ جس نے کہ دنیا کے جسم میں روح پھونکی نئے قانون کا زمانہ پیدا کیا)

(۴) بانوے آں تاجدار ہل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
(حضرت فاطمہ حضرت علیؓ کی اہلیہ محترمہ ہیں جن کے القاب مرتضیٰ، مشکل کشا اور شیر خدا ہیں)

(۵) پادشاہ و کلبۂ ایوان او
یک حسام و یک زرہ سامان او
(وہ بادشاہ ہیں اور ان کا محل جھونپڑا ہے۔ ان کا سامان صرف ایک تلوار ہے اور ایک زرہ ہے)

(۶) مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں کارواں سالار عشق
(حضرت فاطمہ عشق کی پرکار کے مرکز والے کی والدہ ہیں اور وہ عشق کے قافلے کے سپہ سالار والے کی والدہ ہیں)

(۷) آں یکے شمع شبستان حرم
حافظ جمعیت خیر الامم
(وہ ایک (حسنؓ) حرم کے محل کی شمع ہیں - بہترین اُمت کے لشکر کا نگہبان ہے)

(۸) تا نشیند آتش پیکار و کیں
پشت پا زد بر سر تاج و نگیں
(تاکہ لڑائی اور کینہ کی آگ بجھ جائے - اس نے بادشاہی اور سلطنت کو ٹھکرا دیا -)

(۹) واں دگر مولائے ابرار جہاں
قوت بازوئے احرار جہاں
(اور وہ دوسرا (حسینؓ) جہان کے نیک لوگوں کا آقا ہے دنیائے آزاد لوگوں کے بازو کی قوت ہے)

(۱۰) در نوائے زندگی سوز از حسینؓ
اہل حق حریت آموز از حسینؓ
(نوائے زندگی میں سوز حسینؓ سے ہے حق پرستو! آزادی کا راستہ حسینؓ سے سیکھو)

(۱۱) سیرت فرزندہا از اُمہات
جوہر صدق و صفا از اُمہات
(بیٹوں کی خصلت اُن کی ماؤں ہی سے ملتی ہے صدق و صفا کا جوہر ماؤں ہی سے پیدا ہوتا ہے)

(۱۲) مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اُسوۂ کامل بتولؓ
(تسلیم و رضا کی کھیتی کی پیداوار حضرت فاطمہؓ ہیں ماؤں کے لئے کامل نمونہ حضرت فاطمہؓ ہی ہیں)

(۱۳) بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودے چادر خود را فروخت
(ایک حاجتمند کے لئے اس کا دل اس قدر جلا - کہ اُنہے اپنی چادر ایک یہودی کے پاس فروخت کر دی)

(۱۴) نوری و ہم آتشی فرمانبرش
گم رضائش در رضائے شوہرش
(فرشتے اور جنات اُس کے تابعدار ہیں - اُس کی رضا اپنے خاوند (علیؓ) کی رضا میں گم ہے -)

(۱۵) آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گرداں و لب قرآں سرا
(حضرت فاطمہؓ نے صبر و رضا کی تعلیم میں پرورش پائی ہے - چکی چلاتی ہیں اور قرآن خوانی میں مصروف ہیں -)

(۱۶) گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بدامان نماز
(روتے وقت اُن کو سرہانے کی ضرورت نہیں ہوتی نماز کے دامن میں موتی (آنسو) بکھیرتی تھیں)

(۱۷) اشک اُو برچید جبرئیلؑ از زمیں
ہمچو شبنم ریخت بر عرش بریں
(آپ کے آنسوؤں کو حضرت جبرئیلؑ زمین سے اٹھاتے تھے اور انکو عرش بریں پر شبنم کی طرح گرا دیتے تھے)

(۱۸) رشتۂ آئین حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفےٰؐ است
(خدا کے قانون کے رشتہ نے تیرے پاؤں کو جکڑ دیا ہے جناب رسول پاکؐ کے فرمان کا لحاظ ہے)

(۱۹) ورنہ گرد تربتش گردیدمے
سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے
(نہیں تو میں حضرت فاطمہؓ کی قبر کے گرد گھومتا اور اُن کی خاک پر سجدے کرتا -)

(اسرار و رموز - علامہ اقبالؒ)

فطرت کی ابدی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی دائمی سُنت کا نام اسلام ہے - پھر اس شخص سے زیادہ ابدی اور روحانی زندگی کا مالک کون ہو سکتا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی دائمی و ابدی صداقتوں کو زندہ رکھنے میں صرف ہوا - یہی وجہ تھی کہ قرآن نے فتویٰ دیا - وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (اور جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ مت کہو (نہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں البتہ تم ادراک نہیں کر سکتے) ایک شخص وہ ہے جو نیکی اور ایمانداری کے کاموں پر عمل کرنے کی خاطر زندہ رہتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو اس وقت جب کہ کفر و باطل کی جفا کاریاں اور ایمان کے وجود ہی کو ملیامیٹ کر رہی ہوتی ہیں - اپنے خون کی قوت سے کفر و باطل کو مٹاتا اور نیکی اور ایمان کو زندہ رکھتا ہے - تاکہ موجودہ اور آئندہ زمانہ کی راست کیش روحیں کفر و باطل کی رخنہ اندازی کے بغیر شاہراہ صدق و ایمان پر قدم بڑھاتی رہیں، بتاؤ، دونوں میں کس کا عمل مقبول اور پائیدار ہے؟ اسی کا عمل جس نے صرف اپنے ہی کام و دہان کی تواضع کے لئے عمل صالح کا دسترخوان بچھایا، یا اس کا جس نے اپنی ذات پر نوع انسان کے مفاد کو ترجیح دی اور نیکی کو زندہ رکھنے کے لئے خود قربان ہو گیا؟ !!!

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَا مِنْ مَيِّتٍ إِلَّا يُخْتَمُ عَمَلُهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنَمَّى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (کوئی مرنے والا ایسا نہیں، جس کا عمل موت کے ساتھ ختم نہ ہو جاتا ہو، البتہ وہ غازی جو حملہ، دشمن کے انتظار میں جان دے، اس کا عمل قیامت تک جاری رہے گا) خدا تعالےٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے - جو اسلام سے محبت کریں، لیکن اس کی بہترین خوشنودی اور قبولیت کے مستحق وہ جوانمرد لوگ ہیں جن کے عشق و ایثار کی جانبازی اور سرفروشی نے چند افراد ہی کو نہیں بلکہ بڑی بڑی قوموں اور ملکوں کو، اس کی طلب و رضا کا راستہ دکھایا ہو، سورۂ صف میں ارشاد ہوتا ہے - إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی) اس تعلیم کے مطابق ضروری تھا کہ مسلمانوں کے سامنے شہادت کا اسوۂ حسنہ بھی پیش کیا جاتا - اسلام کا کوئی حکم ایسا نہیں جس کے ساتھ ایک اسوۂ عمل موجود نہ ہو حضرت حسینؓ اور آپ کے رفقاء کی زندگی اسوۂ جہاد و شہادت ہے -

قطب ربانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

فضائل عاشورہ

ترجمہ از مولانا سید عبدالدائم الجلالی

اللہ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ - اِلٰی قَوْلِہٖ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ

۔ حرمت کے مہینوں میں اللہ کے نزدیک محرم بھی ہے اور اس ماہ میں عاشورہ کا دن بھی ہے۔ جس میں عبادت کرنے والے کا ثواب عظیم مقرر کیا ہے۔ ہم سے ابوالنصر نے اپنے والد کی روایت اور والد ہی کی اسناد سے بوساطت مجاہد حضرت ابن عباسؓ کا قول بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جس نے محرم کے کسی دن روزہ رکھا۔ اس کو ہر روزہ کے عوض تیس دن کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ میمون بن مہران نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسنے محرم کے عاشورہ (۱۰ تاریخ) کا روزہ رکھا۔ اس کو دس ہزار فرشتوں کا دس ہزار شہیدوں کا اور دس ہزار حج اور عمرہ کرنے والوں کا ثواب ملے گا جس نے کسی یتیم کے سر پر عاشورہ کے دن ہاتھ پھیرا۔ اللہ اس کے سر کے ہر بال کے عوض جنت میں اس کا درجہ اونچا کرے گا۔ جس نے عاشورہ کی شام کو کسی مومن کا روزہ کھلوایا تو گویا اس نے اپنی طرف سے (تمام امت محمدیہ) کا روزہ کھلوایا اور سب کا پیٹ بھرا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (کیا) اللہ نے عاشورہ کے دن کو تمام ایام پر فضیلت دی ہے۔ فرمایا ہاں آسمانوں کو اور اسی طرح زمین کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ پہاڑوں کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ لوح اور قلم کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ آدمؑ کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ آدم کو جنت میں عاشورہ کے دن داخل کیا۔ ابراہیمؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے۔ ان کے بیٹے کا فدیہ قربانی عاشورہ کے دن ہوا۔ فرعون کو عاشورہ کے دن ڈبویا ایوبؑ کی تکلیف عاشورہ کے دن دور کی

آدمؑ کی توبہ عاشورہ کے دن قبول کی۔ داودؑ کی لغزش عاشورہ کے دن معاف کی۔ عیسیٰؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے۔ قیامت عاشورہ کے دن قائم ہوگی۔ دوسری روایت میں حضرت ابن عباسؓ کے یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ اللہ اس کے لئے ساٹھ برس کی عبادت صیام و قیام والی لکھ دیتا ہے۔ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا ہے اس کو ہزار شہیدوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے ساتوں آسمانوں والوں کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ جس نے عاشورہ کے دن کا روزہ کسی مسلمان کا کھلوایا۔ گویا اس نے اپنی طرف سے تمام امت محمدیہؐ کا روزہ کھلوایا اور سب کے پیٹ بھرے جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ یتیم کے سر کے ہر بال کے عوض جنت میں اس کا درجہ اونچا کیا جائیگا حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اللہ نے روزہ عاشورہ عطا فرما کر ہم کو فضیلت عنایت کی ہے۔ فرمایا اللہ نے آسمانوں کو عاشورہ کے دن پیدا کیا اور زمین کو بھی اسی طرح (عاشورہ کے دن پیدا کیا) اور پہاڑوں کو اور اسی طرح ستاروں کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ عرش اور اسی طرح کرسی کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ لوح اور اسی طرح قلم کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ جبرئیل اور اسی طرح ملائکہ کو عاشورہ کے درمیان پیدا کیا۔ آدمؑ کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ ابراہیمؑ عاشورہ کے دن پیدا ہوئے۔ اللہ نے ان کو (آگ سے) نجات عاشورہ کے دن دی۔ اور ان کے بیٹے کا فدیہ عاشورہ کے دن دیا فرعون کو عاشورہ کے دن غرق کیا۔ ادریسؑ کو عاشورہ کے دن اٹھایا۔ ایوبؑ کے دکھ کو عاشورہ کے دن دور کیا۔ عیسےٰؑ کو عاشورہ کے دن اٹھایا۔ عیسیٰؑ کی پیدائش عاشورہ کے دن ہوئی۔ آدمؑ کی توبہ عاشورہ کے دن قبول کی۔ داؤدؑ کا گناہ عاشورہ کے دن معاف

کیا۔ سلیمانؑ کو (جن و انس) کی حکومت عاشورہ کے دن عطا کی۔ خود عرش پر متمکن عاشورہ کے دن ہوا۔ قیامت عاشورہ کے دن ہوگی۔ آسمان سے سب سے پہلی بارش عاشورہ کے دن ہوئی۔ سب سے پہلی رحمت عاشورہ کے دن اتری۔ جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا۔ مرض الموت کے علاوہ وہ کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔ جس نے عاشورہ اثمد (سرمہ کا پتھر) کا سرمہ لگایا اس کی آنکھ سال بھر نہیں دکھیگی۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی بیمار کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولاد آدم کی عیادت کی جس نے عاشورہ کے دن ایک گھونٹ پانی پلایا۔ گویا اس نے لمحہ بھر اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھی۔ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور پچاس بار سورۂ اخلاص۔ اللہ اس کے پچاس برس گذشتہ کے اور پچاس برس آئندہ کے گناہ معاف کردے گا۔ اور ملائے اعلےٰ میں اس کے لئے نور کے ہزار محل بنائے گا۔ ایک اور حدیث میں چار رکعتیں دو سلاموں کے ساتھ آئی ہیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورۂ اذا زلزلت اور سورۂ کافرون اور سورہ اخلاص ایک ایک بار اور نماز سے فراغت کے بعد درود شریف ستر بار۔ یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے۔ یہ بھی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ فرض کیا گیا تھا۔ تم (بھی) اس دن روزہ رکھو اور اپنے گھر والوں کو خرچ میں اس روز وسعت کرو۔ عاشورہ کے دن جو شخص اپنے گھر والوں کو خرچ میں وسعت دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پورے سال اس کو کشائش عنایت کرتا ہے۔ جس نے اس دن روزہ رکھا۔ تو چالیس سال کے گناہوں کا اتار ہو جائے گا۔ جو شخص شب عاشورہ میں رات بھر عبادت کرے اور صبح کو روزہ سے ہو۔ وہ ایسا مریگا کہ مرنے کا اس کو احساس بھی نہ ہوگا۔ حضرت علیؓ کی روایت کردہ حدیث میں آیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے شب عاشورہ کو رات بھر عبادت کی۔ وہ جب تک چاہے گا۔ اللہ اس کو زندہ رکھے گا۔ سفیان بن عیینہ نے بروایت جعفر کوفی بحوالہ ابراہیم بن محمد بن منتشر بیان کیا۔ ابراہیم بن محمد اپنے زمانہ میں کوفہ کے اندر بڑے بزرگ سمجھے جاتے تھے۔ سفیان کا بیان

ہے۔ مجھے اطلاع ملی کہ عاشورہ کے دن جو شخص اپنے گھر والوں کے خرچ میں وسعت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پورے سال اس کو وسعت دیتا ہے۔ ہم نے پچاس برس سے (برابر) اس کا تجربہ کیا۔ اور ہمیشہ روزی کی فراخی ہی دیکھی۔ حدیث مذکور حضرت عبداللہ سے بھی منقول ہے کہ جس نے یوم الزینۃ (عید کے دن) یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اس نے سال روز بھر کے فوت شدہ صدقہ (کے ثواب) کو پا لیا۔ یحییٰ بن کثیر کا قول ہے۔ جس نے عاشورہ کے دن مشک آمیز سرمہ لگایا۔ اس کی آنکھ آئندہ سال تک نہیں دکھتی۔ ابوالفر نے اپنی والدہ کی روایت اور والدہ ہی کے اسناد سے ابوغلیط بن امیہ بن خلف جمحی کا قول بیان ہے۔ کہ حضورؐ نے میرے گھر پر ایک ممولا بیٹھا دیکھا۔ فرمایا سب سے اول اس پرندہ نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ قیس بن عبادہ نے کہا۔ جنگلی جانور بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔ ماہ رمضان کے بعد روزوں کا سب سے افضل (مہینہ) وہ ہے جس کو لوگ محرم کہتے ہیں۔ اور فرض نماز اور وسط شب کی (نفل) نماز کے علاوہ افضل نماز عاشورہ کے دن کی ہے۔ حضرت علیؓ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کے مہینہ یعنی محرم میں اللہ نے کچھ لوگوں کی توبہ قبول کی اور کچھ کی توبہ قبول کرے گا۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے ذی الحجہ کے آخر دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھا۔ اس نے گذشتہ سال کو روزہ پر ختم کیا۔ اور آئندہ سال روزہ سے شروع کیا۔ اور اللہ نے پچاس برس کے گناہوں کا کفارہ اس کے لئے کر دیا۔ عروہ راوی ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ دورِ جاہلیت میں قریش عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور مکہ میں رسول اللہؐ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔

مدینہ میں پہنچے تو رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔ پھر جس نے چاہا عاشورہ کا روزہ رکھا۔ جس نے چاہا چھوڑا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا۔ وجہ دریافت کی تو یہودیوں نے عرض کیا۔ آج کے دن اللہ نے حضرت موسےٰؑ اور بنی اسرائیل کو فرعونیوں پر غلبہ عطا فرمایا تھا۔ اس وجہ سے ہم اس دن کو بڑا جانتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا بہ نسبت تمہارے موسیٰؑ سے ہمارا تعلق زیادہ ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

فصل ۔ عاشورہ کی وجہ تسمیہ علماء نے مختلف طور پر بیان کی ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ چونکہ یہ محرم کا دسواں دن ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو عاشورہ کہا گیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اللہ نے جو بزرگیاں (ایام کے لحاظ سے) اس امت کو عطا فرمائی ہیں۔ ان میں یہ دسویں عزت (کا دن) ہے۔ اس لئے اس دن کو عاشورہ کہا جاتا ہے ۱ رجب ہے۔ جو اللہ کا اصم مہینہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ عزت اس امت کو عطا کی ہے۔ باقی مہینوں پر رجب کی فضیلت ایسی ہے۔ جیسی اس امت کی فضیلت دوسری امتوں پر ۲ ماہ شعبان ہے۔ اسکی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے۔ جیسے دوسرے انبیاء پر رسول اللہؐ کی فضیلت ۳ ماہ رمضان ہے اسکی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ کی فضیلت مخلوق پر ۴ شب قدر ہے۔ یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ۵ عید الفطر کا دن ہے یہ (روزوں کی جزا) ملنے کا دن ہے۔ ۶ ذی الحجہ کے دس دن ہیں یہ اللہ کی یاد کے دن ہیں ۷ عرفہ کا دن ہے۔ اس دن روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے ۸ قربانی کا دن ہے ۹ جمعہ کا دن ہے۔ یہ سید الایام ہے۔ ۱۰ عاشورہ کا دن ہے۔ اس دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ مذکور ایام کا ہر وقت ایک خاص عزت ہے جو اس امت کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا اتارا اور خطاؤں سے طہارت ہو جائے۔ بعض علماء نے عاشورہ کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس روز دس پیغمبروں پر دس عنایتیں فرمائی تھیں۔ ۱ اس روز حضرت آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی ۲ حضرت ادریسؑ کو اونچے مرتبہ کے مقام پر اٹھا لیا ۳ حضرت نوحؑ کی کشتی اسی روز جودی پر ٹھہری۔ ۴ اسی روز حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور اسی روز اللہ نے آپ کو اپنا خلیل بنایا۔ اور اسی روز نمرود کی آگ سے بچا لیا۔ ۵ اسی روز حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اور اسی روز حضرت سلیمانؑ کو سلطنت واپس ملی۔ ۶ اسی روز حضرت ایوب کا دکھ دور کیا ۷ اسی روز حضرت موسےٰؑ کو سمندر میں ڈوبنے سے بچایا۔ اور فرعون کو غرق کیا۔ ۸ اسی روز حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی دی۔ ۹ اسی روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ ۱۰ اسی روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی ؂

فصل عاشورہ کا دن محرم کی کس تاریخ کو ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اکثر علماء کا قول ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کو عاشورہ کہتے ہیں۔

ایمان و اسلام

صدیق رضی اللہ عنہ عکسِ حسنِ کمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است — فاروق رضی اللہ عنہ ظلِ جاہ و جلالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

عثمان رضی اللہ عنہ ضیائے شمعِ جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است — حیدر رضی اللہ عنہ بہارِ باغِ خصالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

ایمانِ ما اطاعتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

اسلام ما محبتِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

بعض نے گیارھویں تاریخ کو عاشورہ کہا ہے حضرت عائشہ رضؓ سے جو قول مروی ہے۔ اس میں نویں تاریخ عاشورہ ہونے کا ذکر ہے۔ حکیم ابن اعرج نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ عاشورہ کا روزہ کس دن رکھا جائے۔ فرمایا محرم کا چاند دیکھا جائے تو گنتی کرو۔ نویں تاریخ کی صبح کو روزہ رکھو۔ حکیم نے کہا کیا رسول اللہ بھی اسی تاریخ کو روزہ رکھتے تھے۔ فرمایا ہاں۔ دوسری حدیث میں حضرت ابن عباسؓ کا قول آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے خود بھی عاشورہ کا روزہ رکھا تھا۔ اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہود و نصاریٰ اس دن کو بڑا جانتے ہیں۔ فرمایا آئندہ سال ہوگا تو انشاء اللہ ہم نویں تاریخ کو روزہ رکھیں گے لیکن آئندہ سال آنے سے پہلے ہی حضور کی وفات ہو گئی۔ حضرت ابن عباسؓ کے دوسرے الفاظ اسی طرح ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ اگر اگلے سال تک میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ نویں تاریخ کو روزہ رکھونگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنظر احتیاط فرمایا تھا۔ کہ کہیں عاشورہ کا روزہ فوت نہ ہو جائے۔

روز عاشورہ کے بعض فضائل

حضرت امام حسینؓ کی اسی روز شہادت ہوئی۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہؐ میرے گھر تشریف لائے۔ اتفاقاً حسین بھی آپؐ کے پاس آ گئے۔ میں نے دروازہ سے نگاہ کی تو حسینؓ رسول اللہؐ کے سینہ مبارک پر چڑھے کھیل رہے تھے۔ حضورؐ کے ہاتھ میں اس وقت مٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور آپ کے آنسو جاری تھے۔ جب حسینؓ نکل کر چلے گئے تو میں گئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ قربان۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں مٹی تھی اور آپؐ رو رہے تھے۔ فرمایا حسینؓ جب میرے سینہ پر کھیل رہا تھا اور میں خوش خوش تھا کہ جبرئیلؑ نے لا کر وہ مٹی دی جس پر حسینؓ کو شہید کیا جائے گا۔ اسی لئے میں رو دیا۔ حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کو سلیمان بن عبد الملک نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ اس کو بشارت دے رہے اور مہربانی فرما رہے تھے۔ صبح ہوئی تو سلیمان نے حسن بصریؒ سے (تعبیر) دریافت کی حسن بصری نے فرمایا شاید تو نے آپؐ کے اہل بیت سے تم نے کوئی اچھا سلوک کیا ہے۔ سلیمان نے کہا۔ ہاں یزید بن معاویہ کے خزانہ میں مجھے حضرت حسینؓ کا سر ملا تھا۔ میں نے دیبا کے پانچ کفن پہنا کر اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ اس کی نماز پڑھ کر قبر میں دفن کر دیا۔ حسن بصریؒ نے فرمایا۔ اسی وجہ سے رسول اللہؐ تم سے راضی ہو گئے۔ اس پر سلیمان نے حسن بصری سے اچھا سلوک کیا اور آپ کو انعام دینے کا حکم دیا۔ حمزہ بن زیات نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہؐ اور حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں دیکھا۔ دونوں حضرات حضرت حسینؓ کی قبر پر نماز پڑھ رہے تھے۔ ابونصر نے اپنے والد کی روایت و اسناد سے بحوالہ ابو اسامہ بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے فرمایا حضرت حسینؓ کی شہادت کے دن آپ کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو روز قیامت تک روتے رہیں گے۔

فصل - بعض لوگ عاشورہ کا روزہ رکھنے والوں پر اس دن کی تعظیم کی روایات پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس روز حضرت حسینؓ شہید کئے گئے تھے آپ کی وفات کی وجہ سے اس روز ہمہ گیر دکھ ہونا چاہیے۔ مگر تم اس دن کو خوشی اور سرور کا دن بناتے ہو اور بال بچوں کے مصارف میں وسعت کرنے اور فقیروں محتاجوں اور یتیموں کو خیرات دینے کا حکم دیتے ہو۔ جمہور اہل اسلام پر حسین کا جو حق ہے۔ اس کا یہ تقاضا نہیں۔ یہ قائل غلطی پر ہے اس کا مسلک برا اور فاسد ہے اللہ نے اپنے نبی محمد کے بیٹے کی شہادت کے لئے ایسے دن کا انتخاب فرمایا جو شرف عظمت جلالت قدر اور بزرگی میں سب دنوں سے بڑھ چڑھ کر تھا تاکہ ان کو شخصی بزرگی کے ساتھ مزید بزرگی اور رفعت عطا فرمائے اور شہید ہونے والے خلفائے راشدین کے مراتب پر پہنچا دے۔ اگر آپ کی وفات کے دن کو مصیبت کا دن بنا لیا جائے تو پھر پیر کا دن تو اس کے لئے اور بھی اولیٰ ہے۔ کیونکہ اس روز رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تھی۔ اور (بقول حضرت عائشہؓ) حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بھی اس روز وفات ہوئی ہے۔ ہشام بن عروہؓ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مجھے فرمایا۔ رسول اللہؐ کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ میں نے جواب دیا پیر کے روز۔ فرمایا مجھے امید ہے کہ اس دن میں بھی مرونگا چنانچہ آپ کی وفات بھی اسی دن ہوئی۔ رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ صدیق کی وفات تو دوسروں کی وفات سے بڑی ہے۔ حالانکہ سب لوگوں کا اتفاق ہے کہ پیر کا دن بزرگ ہے۔ اس میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ پیر کے روز اور جمعرات کے روز بندوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ پس عاشورہ کے دن کو بھی اس طرح مصیبت کا دن نہیں بنایا جاتا اس کو یوم مسرت و فرحت بنانے سے یوم مصیبت بنا لینا اولیٰ نہیں ہے۔ کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس روز اللہ نے انبیاء کو دشمنوں سے نجات دی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا اور آسمان و زمین کی تخلیق کی اور بزرگی رکھنے والی چیزیں بنائیں اور آدمؑ وغیرہ کو پیدا کیا۔ اور روزہ رکھنے والے کے لئے بڑے ثواب اور کثیر عطا اور گناہوں کا اتار اور برائیوں سے رہائی مقرر فرمائی۔ اس لئے عاشورہ بھی عیدین جمعہ اور عرفہ جیسے متبرک دنوں کی طرح ہے۔ پھر اگر اس دن کو یوم مصیبت قرار دینا جائز ہوتا تو صحابہ اور تابعین ایسا کرتے۔ وہ بہ نسبت ہمارے امام حسینؓ سے زیادہ قربت اور خصوصیت رکھتے تھے۔ حدیث میں اس روز اہل و عیال کے مصارف میں وسعت کرنے اور روزہ رکھنے کی ترغیب بھی واقع ہوئی ہے حسن بصریؒ سے ایک روایت آئی ہے کہ آپ کے نزدیک عاشورہ کے دن روزہ رکھنا فرض تھا اور حضرت علیؓ اس روز روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے فرمایا۔ اس دن روزہ رکھنے کا حکم تم کو کون دیتا ہے۔ لوگوں نے کہا علیؓ۔ فرمایا باقی ماندہ لوگوں میں سنت کو وہ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جس نے شب عاشورہ میں رات بھر عبادت کی جب تک وہ چاہے اللہ اس کو زندگی دیتا ہے۔ ان تمام دلائل سے معترض کے اعتراض کی غلطی واضح ہو گئی۔ (غنیۃ الطالبین)

قائل تو ہم ہی ہیں حیات شاہدیں کے
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

آزادی کے خلاف تھی۔ مگر طے یہ پایا تھا کہ گورنر عام حالات میں وزارت کے کاموں میں مداخلت نہ کیا کریں گے۔ اس طرح اب ملک مکمل آزادی کے بالکل قریب جا پہنچا تھا۔ مگر اس میں دو مصیبتیں تھیں۔ بالغ رائے دہندگی میں انگریزوں کے ٹوڈی اور پرانے دفتری دھاندلی مچا کر فرنگی قسم کے افراد کو کامیاب کرا دیتے یا کوئی سرمایہ دار پارٹی سرمایہ کے زور سے اپنے آدمیوں کو ممبر بنانے میں کامیاب ہو جاتی ان کو اس دھاندلی مچانے اور ضمیر کے خلاف ووٹ ڈلوانے میں زنانہ ووٹنگ سے بہت بڑی امداد ملتی۔ یہ زنانہ پولنگ ہمیشہ نامناسب اور غیر ذمہ دار قسم کے افراد کے ہاتھوں میں رہا کئے۔ کچھ عرصہ تک شاطران سیاست یہ کھیل کھیلتے رہے آخر کار مجاہدین آزادی نے فرنگی کو بالکل نکل جانے پر مجبور کر دیا اور ہمارا ملک دو حصوں میں تقسیم ہو کر آزاد ہو گیا۔ ہمارے حصہ میں پاکستان آیا۔ جس کے بنانے میں بڑا حصہ مسلم لیگ نے لیا اور قدرتاً وہی انگریزوں کی جانشین بنی اور ملکی نظم و نسق میں ایک حد تک استحکام رہا۔ لیکن لیاقت علی خاں مرحوم کے بعد ہمارے لیڈروں کی جنگ اقتدار کی وجہ سے ایک انتشار رونما ہوا۔ اور ملک میں متوازی پارٹیاں بن گئیں

اگر پارٹی گورنمنٹ کے بعض سیاستدان اپنے اقتدار کے دوام کیلئے یا جذبۂ انتقام کے تحت دوسروں کو ختم کرنے یا نقصان پہنچانے کی کوشش کی بجائے ان کو بھی ثمرات آزادی سے مستفید ہونے کا موقعہ دیتے تو یہ برے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔ جنگ اقتدار کی وجہ سے انتشار اتنا بڑھا۔ کہ ہماری فوج کے ہونہار جوانوں کو ملک کو مزید رسوائی سے بچانے کے لئے آگے آنا پڑ گیا

اب ہماری انقلابی حکومت نے آئین کمیشن مقرر کیا ہے۔ تاکہ ملک کا دستور اہل ملک کے مزاج کے مطابق بنایا جا کہ اس کے مطابق کام کیا جائے۔ ہمارے خیال میں اگر آئین کمیشن کے معزز ممبر سابق معطل دستور کو سامنے رکھ کر اس کی دفعات کے بارہ میں سوالات نہ کرتے۔ بلکہ اپنی ذہانت سے آئین مرتب کرتے تو اچھا ہوتا۔ اور بعض ضروری امور کو استصواب رائے عامہ کے لیے شائع بھی کرتے۔ تو مضائقہ نہ تھا۔ اس طرح پرانے دستور کی غلط تائید کے لئے بعض شکست خوردہ سیاستدانوں اور ان کے چالاک حواریوں کو پراپیگنڈے کا اچھا خاصا موقعہ مل گیا۔ بہرکیف اس میں آخری اختیار محترم صدر پاکستان کو ہے۔ ان کے بیانات پاکستان کے کروڑوں اسلام پسند مسلمانوں کے مجروح دلوں کے لئے مرہم کا کام دے رہے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ بقول اپنے ان سیاسی بقراطوں کو منہ لگائے بغیر علمائے دین کے مشورہ سے خلافت راشدہ کی روشنی میں راہ عمل تجویز فرمائیں۔ اس سلسلہ میں کروڑوں مسلمان ان کے ساتھ ہیں۔ خلافت راشدہ کے نام سے اگر بعض افراد کو خواہ مخواہ چڑ ہو تو ہم ان کی سکندری خلافت۔ فیروز خانی حکومت اور قزلباشی [illegible] کو مشعل راہ بنا کر کیونکر ملک کو پھر قعر ہلاکت میں دھکیل دیں۔

باقی

بقیہ ۔ خلفاء راشدین صفحہ ۱۰ سے آگے

پھر دیکھئے حضرت حسینؓ شہید کربلا نے اپنی بیٹی سکینہؓ کو حضرت عثمانؓ کے پوتے حضرت زیدبن بن عمروؓ بن عثمانؓ سے کیوں بیاہ کر دے دیا ؟ اس لئے کہ آپ آپس میں ایک دوسرے کے دلی دوست تھے پھر دیکھئے حضرت عثمانؓ نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت عائشہ بنت عثمانؓ کو حضرت حسنؓ سے بیاہ دیا۔ پھر دیکھئے حضرت اسماءؓ بنت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرصدیقؓ جو کہ حضرت قاسمؓ بن محمد بن ابوبکرؓ کی چہیتی بیوی تھیں ان کے بطن سے اُم فروہؓ پیدا ہوئیں اور ان کا نکاح حضرت امام باقر بن زین العابدینؓ بن حضرت حسینؓ شہید کربلا سے ہوا۔ جن کے بطن اطہر سے حضرت امام جعفر صادقؒ پیدا ہوئے۔

دیکھئے صحابہ کرام کی تحقیر سے کہیں فخر الرسل ہادی سبل کی رسالت عالیہ میں فرق نہ آ جائے کیونکہ فرمان خداوندی ہے۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۔ (پ۱۰۔ سورہ التوبہ آیت ۷۳)

اے نبیؐ جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں سے اور سختی کیجئے ان پر اور ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ اور وہ بُری ہے جگہ پھر جانے کی۔

بتایئے کہ اپنے اصحاب سے نبیؐ آخر الزماں نے جنگ کی ہے ؟ اگر نہیں تو پھر یہ آیت صحابہؓ کے مومن کامل ہونے کی دلیل نہیں۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا تو نہیں

دیکھئے! لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پ۲۶ س فتح ع ۱۱)

تحقیق رب الارباب ان مومنوں سے راضی ہو چکا جب کہ وہ ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ اس آیت میں خداوند کریم نے بیعت الرضوان کے ۱۴ صد صحابہ کو اپنی رضا کی سند عطا فرمائی اور ان پر رحمت کا نازل کرنا اور فتح اور حصولِ مغانم کی مبارک باد دی۔ بتلایئے منافقین کو بھی خوشنودی کا پروانہ ملا کرتا ہے ؟ کبھی نہیں اگر نہیں تو اس فعل قبیح سے باز آ جایئے اور توبہ کیجئے :۔

مصنف حملہ حیدریہ یار غار صدیقؓ کی مدح میں لکھتے ہیں :۔

چو رفتند چندیں بدامان دہشت
قدوم فلک سائے مجروح گشت

(جب تھوڑا سا سفر طے کیا حضورؐ کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے)

ابوبکرؓ آنگہ بدوشش گرفت،
ولے زیں حدیث است جائے شگفت

(تب ابوبکرؓ نے کندھے پر اٹھا لیا۔ یہ امر واقعی عجیب ہے)

کہ و زکس چناں قوت آمد پدید
کہ بارِ نبوت تواند کشید ؛

(کہ اس جانثار کو کیسی قوت حاصل ہو گی۔ کہ بار نبوت کا متحمل ہو گیا)

قال النبیؐ اتقوا اللہ فی اصحابی اتقوا اللہ فی اصحابی

(یعنی میرے صحابہ کرام کی ذرہ برابر بھی تحقیر کرنے پر اللہ کے غضب سے ڈرو۔)

قال النبیؐ ؛ سیاتی قوم یسبونھم ویستنقصونھم فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم۔

میرے آقا و مولا نے فرمایا عنقریب ایک ایسی قوم ہو گی جو میرے صحابیوں کی تحقیر کرے گی پس نہ بیٹھو انکے ساتھ اور نہ کھاؤ انکے ساتھ اور نہ پیو ان کے ساتھ۔ اور ان کے ساتھ رشتہ نکاح وغیرہ بھی نہ کرو

دور شو از اختلاط یار بد ؛ یار بد بدتر بود از مار بد

حضورؐ نے فرمایا میری اُمّت کے تہتر فرقے ہوں گے کلھم فی النار، سب دوزخی ہوں گے اِلَّا وَاحِدَةً فِی الجنۃ مگر ایک جنتی ہو گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ خوش قسمت کون ہے ؟

آپؐ نے فرمایا :۔ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِی ، یعنی میرے طرز و طریق اور میرے اصحابیوں کے طرزِ طریق پر چلنے والے یقینی طور جنتی ہیں۔

دِل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

(پرچہ نہ ملنے کی شکایت خریداری نمبر بغیر بیکار ہے)

جناب محمد شفیع اللہ عابدین صاحب





اے انسان تو کیوں نہیں سوچتا کہ

این ہر نفس کہ می رود از عمر گوہریست
کانرا بہائے ملکِ دو عالم بود بہا
مپسند کایں خزانہ دہی رائیگاں بباد
آنگہ روی بخاک تہی دست و بے نوا

افسوس عمر جس کی قدر و قیمت جواہرات سے بھی بڑھ کر ہے۔ اُسے تو ان کاموں میں ضائع کر دیتا ہے۔ جن سے تجھے بچنا چاہیئے تھا اور تو وہ کام نہیں کرتا۔ جو تجھے کرنے چاہیئں تھے۔ افسوس صد افسوس!

اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ۝ ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ۝ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی ۝ (القیمہ آیت ۳۴-۳۶) ترجمہ (اے انسان) تیرے لئے افسوس پر افسوس ہے۔ کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

۱۔ "یعنی بدبخت اب تیری کمبختی آئی ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ۔ اب تیرے لیئے خرابی پر خرابی اور تباہی پر تباہی ہے۔ تجھ سے بڑھ کر اللہ کی نئی نئی سزاؤں کا مستحق اور کون ہوگا۔

(تنبیہ) شاید اول خرابی یقین نہ لانے اور نماز نہ پڑھنے پر۔ دوسری اس سے بڑھ کر جھٹلانے اور مُنہ موڑنے پر۔ تیسری اور چوتھی ان دونوں امور میں ہر ایک کو قابل فخر سمجھنے پر ہو۔"

(۲) کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسکو یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور امر اور نہی کی قید اس پر نہ ہوگی؟ یا مرے پیچھے اٹھایا نہ جائے گا۔ اور سب نیک و بد کا حساب نہ لیں گے۔

حاصل کلام

جو انسان رجوع الی اللہ نہ کرے اللہ سے نہ ڈر کر قیامت کی بازپرس کا کھٹکا دل میں رکھ کر وہ کام نہ کرے جو انسانیت کے شایانِ شان ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس ان کاموں میں لگ جائے جو انسانیت پر داغ ہیں اور پھر بجائے نادم ہونے کے ان کاموں پر خوش ہو۔ اپنے یار دوستوں میں ان کا تذکرہ فخر سے کرے۔ نہ اللہ سے ڈرے۔ نہ ہی دوسرے انسانوں سے شرم کرے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ ہلاکت اور بربادی ہے۔ کیا انسان جیسی ہستی کو بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔ کہ جو اس کے جی میں آئے کرتا چلا جائے اور اس سے کوئی باز پرس نہ ہو؟ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ جس مقصد کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس میں کامیاب ہو یا فیل۔ یہ بات ہر انسان جان لے گا۔ نیکی اور بدی کے نتائج وہ دیکھ لیگا۔

انسان کی پیدائش کا مقصد

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (الذاریت آیت ۵۶) ترجمہ میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ یعنی ان کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے اس لئے ان میں خلقۃً ایسی استعداد رکھی ہے۔ کہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ چل سکیں۔ یوں ارادہ تکوینیہ قدریہ کے اعتبار سے تو ہر چیز اس کے حکم تکوینی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب سب بندے اپنے ارادے سے تخلیق عالم کی اس غرض شرعی کو پورا کرینگے بہرحال آپ سمجھاتے رہیئے کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے۔"

بے نام و نشان انسان

اے انسان ذرا سوچ تو سہی۔ ایک وقت تھا کہ تیرا نام و نشان بھی نہ تھا۔

(۱) هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ (الدھر آیت ۱-۲) ترجمہ۔ انسان پر ضرور ایک ایسا زمانہ بھی آیا ہے۔ کہ اس کا کہیں کچھ بھی ذکر نہ تھا۔ بیشک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا۔ ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے ہیں۔ پس ہم نے اسے سننے والا بنا دیا۔

لہذا اللہ تعالےٰ نے اسے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔

(۲) اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝ (الرحمٰن آیت ۳-۴-۱) ترجمہ۔ رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اسے بولنا سکھایا۔

(۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝ (النحل آیت ۴)۔ ترجمہ۔ اسی نے انسان کو ایک بوند سے پیدا کیا۔ پھر یکایک کھُلم کھلا جھگڑنے لگا۔

"..... تم خود اپنی خلقت میں غور کرو تو حق تعالیٰ کی عجیب و غریب صنعت و قدرت کا سبق ملے گا۔ تمہاری اصل کیا تھی؟ ایک قطرہ بے جان۔ جس میں حس و حرکت تھی نہ شعور و ارادہ اور نہ وہ بات کرنیکے قابل تھا نہ اس لائق تھا کہ کسی معاملہ میں جھگڑا کرکے اپنا حق منوائے یا دوسروں پر غالب آجائے۔ اب دیکھو حق نے اسی قطرہ ناچیز کو کیا سے کیا بنا دیا۔ کیسی عجیب صورت عطا کی اور کیسی قوتیں اور کمالات اس پر فائز کیئے جو ایک حرف بولنے پر قادر نہ تھا۔ وہ کیسے لکچر دینے لگا۔ جس میں ادنےٰ حس و حرکت نہ تھی۔ اب کس طرح بات بات میں جھگڑنے اور حجتیں نکالنے لگا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات مخلوق سے گذر کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا۔ یہ بھی یاد نہ رکھا کہ ... اصل کیا تھی۔ اور کیسے یہ حاصل ہوا ..." (حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

انسان کی اصل

(۱) فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ (الطارق آیت ۵ تا ۷) ترجمہ۔ پس انسان کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان میں سے نکلتا ہے۔

(۲) ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ (السجدہ آیت ۶ تا ۹)

ترجمہ۔ وُہی کھلی اور چھپی بات کے جاننے والا ہے۔ زبردست مہربان ہے۔ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ پھر اسکی اولاد نچڑے ہوئے حقیر پانی سے بنائی۔ پھر اس کے اعضاء درست کیئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنایا۔ تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔

(۳) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ○ (المومنون آیت ۱۲-۱۴)

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی اور پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں اور پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

(۴) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ○ (الرحمٰن آیت ۱۴) ترجمہ۔ اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا

(۵) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ (العلق آیت ۲) ترجمہ۔ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا

مغرور انسان

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ○ (الانفطار آیت ۶-۸) ترجمہ۔ اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا۔ جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تجھے ٹھیک کیا۔ پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا تیرے اعضاء کو جوڑ دیا۔

حضرت مولانا عبداللہ لغاری مرحوم نے فرمایا کام کرنے والے انسان کو ایک سرپرست کی از حد ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ غیر اللہ کی عبادت میں پھنس جاتے ہیں انہیں جن جن سے توقع ہوتی ہے کہ وہ انکی مدد کرینگے وہ انکی انتہا تک غلامی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ انسان جو ہر جگہ سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے اس کو ہر جگہ مایوسی نظر آتی ہے۔ وہ جس آدمی یا جس طاقت (غیر اللہ) پر اعتماد کرتا ہے۔ وہ بالآخر نکمے اور بے حقیقت ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کو اپنے اللہ سے تعارف ہو جائے اور یہ قیامت میں ہر شخص کو بلاواسطہ ہوگا اس وقت اسے کہا جائیگا کہ اے انسان! تجھے تیرے رب سے کس نے دھوکے میں ڈال دیا کہ تو اپنے رب سے اتنا عرصہ بے پرواہ رہا جس نے تجھے بنایا اور تیری ایک ٹھیک فطرت بنائی تیری تمام ضروریات مہیا کر دیں۔

لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اپنا تعلق باللہ درست رکھے۔ کیونکہ انسان کا کوئی قول یا فعل بلکہ قلبی خطرات اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ ایک دن آنے والا ہے۔ جس دن ان سب کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○ (قٓ۔ آیت ۱۶-۱۷) ترجمہ اور بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کے دل میں گذرتا ہے اور ہم اس سے اسکی رگِ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جبکہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ انسان کے سب بُرے بھلے عمل دیکھ رہا ہے۔ دلی خطرات و وساوس کو جانتا ہے۔ اس کے مقرب فرشتے کراماً کاتبین ہر بھلا بُرا بول جو انسان مُنہ سے نکالتا ہے ضبط کر لیتے ہیں۔ اس لئے انسان پر واجب ہے کہ اپنی زبان پر قبضہ رکھے۔ لاپرواہی اور غفلت سے بات کرنے سے احتیاط برتے۔

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ بندہ بعض وقت ایسی بات زبان سے کہتا ہے جس سے خدا تعالےٰ خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ بندہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالےٰ اس بات کے بدلے اس کے درجات بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات بندہ ایسی بات کہتا ہے۔ جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جاتا ہے اور وہ اس سے واقف نہیں ہوتا اور وہ بات اس کو جہنم میں لے جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

حدیث۔ حضرت علی بن حسینؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو بے فائدہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

حاصل یہ نکلا کہ بے فائدہ کلام کو ترک کر دینا چاہیئے۔

انسان کیلئے سامان حیات

اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے ہر قسم کے سامانِ حیات مہیا فرمائے ہیں۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۙ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۙ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۙ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۙ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۙ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۙ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ○ (عبس آیت ۲۴-۳۲)۔

ترجمہ۔ پس انسان کو اپنے کھانے کی طرف غور کرنا چاہیئے کہ ہم نے اوپر سے مینہ برسایا پھر ہم نے زمین کو چیر کر پھاڑا۔ پھر ہم نے اس میں اناج اُگایا اور انگور اور ترکاریاں، اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور میوے اور گھاس تمہارے لئے اور تمہارے چارپایوں کے لئے سامانِ حیات۔

انسان اول اپنی زندگی پر پیدائش سے مرنے تک غور کرے۔ اور سمجھے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے کس قدر نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اسے بھی اپنا فرض عبودیت ادا کرنے میں مسلسل لگے رہنا چاہیئے۔ اگر انسان صرف اپنے کھانے کی چیزوں پر غور کرتا تو یہی بات اسکی ہدایت کیلئے کافی تھی۔ دیکھیئے کس طرح یہ چیزیں اسے پہنچ رہی ہیں۔ انسان کتنی بھی کوشش کرتا۔ تب بھی اس کے لئے ناممکن تھا کہ انہیں پیدا کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں پیدا کیا۔ چنانچہ انسان اور حیوان دونوں اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اب اگر انسان اپنے فرائض عبودیت سے غافل رہے۔ تو اس کی یہ حالت قابلِ افسوس ہے۔

آئمہ مساجد کی ٹریننگ

سنٹرل گورنمنٹ پاکستان کی تجویز کے مطابق یکم مئی ۱۹۶۰ء سے ۳۱ مئی ۱۹۶۰ء تک پاکستان کے ۴۰ آئمہ مساجد کو تربیت کے لئے لاہور سے V. AID INSTITUTE میں بلایا گیا۔ اس ٹریننگ کا مقصد تعلیم بالغان کی سعی و توسیع تھا۔ ہم اس مقصد کی تجویز و حصول کیلئے حکومت مغربی پاکستان کی تحسین کرتے ہیں۔ ہمیں خلوص کے ساتھ اعتراف ہے کہ موجودہ حکومت عوام کے فلاح و بہبود کے لئے جو کامیاب کوشش کر رہی ہے وہ سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور زیر نظر عنوان بھی اسی کی ایک کڑی ہے اور ہم اس سے سو فیصدی متفق ہیں کہ جب تک عوام کے ذہن و شعور کو بیدار نہیں کیا جائے گا۔ ان کے مزاج سے غلامی کی خو بو نہ جا سکیگی اور اسکے اثرات آیندہ نسلوں تک نفوذ کرتے رہیں گے۔ مگر ہمیں افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ جتنی یہ تجویز افادیت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ اسی قدر اس کا طریقہ کار غلط ہے۔ چونکہ موجودہ حکومت کے متعلق عوام کا یہ خیال یقین کی حد تک پہنچ چکا ہے۔ کہ یہ حکومت عوامی حکومت اور عوام کی بہی خواہ ہے۔ لہذا ہمارے قومی جذبہ اور دیانت کا یہ فرض ہے کہ ہم حکومت کو ہر اس چیز سے آگاہ کریں۔ جس کے متعلق ذرا بھی یہ اندیشہ ہو کہ وہ آیندہ عوام اور حکومت کی آویزش یا اختلاف کا باعث بن جائے گی۔

اس ٹریننگ تعلیم بالغان کیلئے جو ذرائع اختیار کئے گئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں

(۱) پوسٹر FILM POSTER

(۲) فلم بکس FILM BOOKS

(۳) فلم FILM, S. PROJECTOR

(۴) باتصویر چارٹس۔ یاد رہے کہ اس تحریک کے لئے مرکز مساجد ہیں اور درکار آئمہ مساجد۔ ادنی سے ادنی مسلمان بھی جانتا ہے کہ مذہبی اعتبار سے مسجد کو کعبۃ اللہ کے بعد ثانوی حیثیت حاصل ہے اور اسلام کا سب سے پہلا مقصد کعبۃ اللہ کو ۳۶۰ بتوں سے پاک وصاف کرنا تھا تو کیا آج ہمارے لئے یہ زیبا ہوگا کہ جس پلید شے سے کعبۃ اللہ کو رسول اکرمؐ نے آج سے تقریباً ۱۴ سو سال پہلے پاک کیا تھا آج پھر ہم تصویری پروگرام مسجد میں داخل کرکے اس کا سنگ بنیاد رکھ دیں۔ ہمارے بعض جذباتی دوست جن کا اسلامی مطالعہ سطحی ہے۔ آرٹ کی سرپرستی کے زعم میں پرجوش الفاظ کے ساتھ فرما دیتے ہیں کہ کیا ہم آرٹ کو بالکل چھوڑ دیں۔ ان حضرات سے گذارش ہے کہ یہی جواب زمانہ جاہلیت میں عرب بھی دیتے تھے اور بت تراشی بھی تو عرب کا ایک بہترین آرٹ تھا۔ حتیٰ کہ وہ جب اپنی محبوبہ کی گردن کی نفاست اور حسن کی تعریف میں مبالغہ کرتے تھے تو انکی نظر انتخاب مورتی کی گردن پر جاتی تھی۔ بدیں وجہ عربی کا یہ مقولہ ضرب المثل بن گیا تھا کانھا جید دمینۃ (اس کی گردن حسن میں گویا مورتی کی گردن ہے) مختصر یہ کہ یہ ضرب المثل ثبوت ہے اس امر کا کہ اہل عرب فن سنگ تراشی میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور اگر ایسے آرٹ کی سرپرستی و حوصلہ افزائی اسلامی نقطۂ نگاہ سے جائز ہوتی تو یقیناً رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بیت اللہ سے ۳۶۰ بتوں کو ختم نہ فرماتے۔ ثانیاً آئمہ مساجد اگر سب کے سب نہیں تو اکثر علماء دین ہیں۔ جنکی پوزیشن بروئے حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء انبیاء کے بعد ان کے مسند نشین کی ہے اور ان کا سب سے اہم اور اولین فرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام مبارک کو عوام میں اس کی اصل شکل میں پہنچانا اور اس پر سختی سے کاربند رہنا ہے۔ تاکہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی زندگی لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ تھی۔ انبیاء کے بعد یہ بھی دنیا کے لئے ایک بہترین اسلامی نمونہ ثابت ہوں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (اسلامی زندگی کے لئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات گرامی میں آپ کے لئے بہترین نمونے ہیں) جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کشی اور بت تراشی جیسے آرٹ کی سرپرستی نہیں فرمائی تو علماء حق بھی کبھی اسکی ہمنوائی کے لئے تیار نہ ہو سکیں گے۔ بصورت دیگر

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

کا مصداق ہو جائے گا۔ اور ہم اس کی حمایت کرنے والے نام نہاد علماء کو علماء سُو اور کاسہ لیس کا خطاب دینے پر مجبور ہیں۔

بعض حضرات کا یہ بھی خیال ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ کے زمانہ میں تصویر کشی نہ تھی اور بت تراشی کو بت پرستی کی وجہ سے ممنوع قرار دیا گیا۔ ان کا یہ خیال غلط ہے یا تو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو تعلق وشغف نہیں یا پھر دیدہ و دانستہ وہ عوام کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ذیل کی حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بین طریقہ پر تصویر کشی اور تصاویر کے استعمال کی ممانعت، نفرت اور بیزاری کا ثبوت موجود ہے۔ حضرت عائشہؓ کے یہاں ایک باریک پردہ تھا۔ جس پر نقوش اور تصاویر تھیں۔ حضورؐ نے ان کو مٹانے کا حکم فرمایا عن انس قال کان قرام لعائشۃ سترت بہ جانب بیتھا فقال لھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیطی عنا قرامك ھذا فانہ لا یزال تصاویرہ تعرض لی فی صلاتی (رواہ البخاری)۔ نیز فرمایا اشد الناس عذابا المصورون

حدیث اول سے واضح ہے کہ اس وقت بھی کپڑوں وغیرہ پر نقش و نگار اور مختلف قسم کی تصاویر بنائی جاتی تھیں۔ اور یہ فن اس زمانہ میں بھی آرٹ کی حیثیت سے موجود تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرپرستی تو درکنار اسکی کسی مکان میں موجودگی بھی گوارا نہ فرمائی اور حضرت عائشہؓ کو فوراً ہٹا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ تو گھر کی بات تھی۔ مساجد کے لئے تو اس سے بھی زیادہ سخت احکام نافذ ہوں گے کیونکہ مساجد کی عظمت تو گھروں سے کہیں زیادہ ہے اور ابتلائے عام کا خطرہ ہے۔ پس اس قسم کی خدمات کیلئے علماء کرام ہرگز موزوں نہیں ہیں۔ لہذا ہم حکومت سے انتہائی خلوص کے ساتھ گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس کام کے لئے اگر علماء ہی کو مناسب خیال کرتی ہے تو پھر اس کا خاکہ اور طریقہ کار علماء کی شان کے مطابق بنائے۔ اور اگر حکومت کے لئے یہ شکل ناگزیر ہے۔ تو پھر کوئی دوسری صورت پیدا کرے۔

مذکورہ بالا ۴۰ علماء جن کو ٹریننگ کیلئے بلایا گیا تھا۔ ان اور بعض دیگر وجوہ کی بنا پر ۹ دن کے بعد واپس کر دیا گیا تھا۔ اب سننے میں آ رہا ہے کہ اسی مقصد کے حصول کے لئے دوسرے آئمہ کا انتخاب عمل میں آ رہا ہے اور یہ بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ جن علماء کو اس مقصد کی تکمیل کے لئے انٹرویو کے واسطے بلایا جا رہا ہے۔ ان پر

زور دیا جائے گا۔ کہ اس کی مخالفت نہ کریں۔ اولاً ہماری حکومت سے استدعا ہے کہ وہ کسی مسلمان کو بھی خصوصاً علماء کرام کو ایسی بات کی تائید پر مجبور نہ کرے۔ جو اسلامی اصول کے سراسر خلاف ہو۔ ثانیاً ہماری علماء کرام سے درخواست ہے کہ وہ حکومت کی اس کے مقاصد میں پوری پوری امداد کریں۔ مگر شرعی حدود کے اندر رہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ علماء ہی کے ہاتھوں جو اپنے آپ کو حامل دین کہتے ہیں۔ دین محمدی کی رُوح مضمحل ہو جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

قاری فرحت علی صادق آباد

فلسفہ شہادت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

یکم-۲-۳-۴-۵-۶- جولائی ۱۹۶۰ء مطابق ۵-۶-۷-۸-۹-۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ بمقام جامع مسجد حضرت حاجی بہادرؒ کوہاٹ۔ حسب سابق امسال محرم الحرام انجمن اہل سنت والجماعت کے زیر اہتمام جامع مسجد حضرت حاجی بہادرؒ میں نہایت شاندار طریقہ پر منایا جا رہا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام فلسفہ شہادت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر تقاریر فرماویں گے۔ نیز نعت خوان حضرات بھی اپنے کلام سے مستفیض فرمائیں گے۔ اس لئے جملہ مسلمانان کوہاٹ سے التماس ہے کہ وہ ان دینی مدارس میں جوق درجوق شمولیت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(۱) حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب قلعہ گوجر سنگھ لاہور (۲) حضرت مولانا محمد امیر صاحب بجلی گھر پشاور
(۳) حضرت مولانا محمد لقمان صاحب ملتان (۴) حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب شجاع آباد
(۵) حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب میانوی ملتان (۶) سید امین گیلانی صاحب شیخوپورہ
(۷) عبدالرحیم صاحب جوہر جہلم (۸) مولانا معین الدین صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن جہلم
(۹) خطیب ضلع سبّد پیر میر عالم شاہ صاحب بنوری (۱۰) مولانا احمد گل صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن کوہاٹ

الداعی
اراکین انجمن اہل سنت والجماعت
کوہاٹ

چالیس علماء کرام کے جوابات کی تائید

مدرسہ عربیہ معراج العلوم بنوں کا ایک اجلاس ۱۶ ر جون ۱۹۶۰ء کو زیر صدارت جناب الحاج شیخ ماذون غلام سرور صاحب آف بڈا میر عباس امیر خان منعقد ہوا جس میں آئین کمیشن کے سوالات پر غور کیا گیا اور اتفاق رائے سے پاس ہوا کہ مغربی پاکستان کے چالیس علماء کرام نے دستوری جوابات جو شریعت مطہرہ کی روشنی میں مرتب فرمائے ہیں ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ اور حکومت پاکستان سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ ملک کا آئندہ دستور فقط اس کی روشنی میں تیار کیا جائے۔ نیز یہ جلسہ مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کمیشن کے معزز ارکان جب مغربی پاکستان کا دورہ کریں۔ تو ہر مقام پر عوام کے ساتھ ملاقات کر کے معلوم کریں کہ پاکستان کے عوام کس قسم کا آئین چاہتے ہیں۔ صرف چند وکلاء بیرسٹر ایڈیٹر اور پرنسپل صاحبان سے ملاقات پر اکتفا نہ کریں۔

اس اجلاس میں صدر جلسہ کے شیخ ماذون کے علاوہ حضرت مولانا فضل غنی صاحب۔ حضرت مولانا صدر الشہید صاحب ناظم مدرسہ معراج العلوم۔ جناب سالار یعقوب خاں صاحب سابق ایم ایل اے نے خالص اسلامی آئین کی ضرورت و اہمیت پر تقاریر فرمائیں۔ ان سرکردہ حضرات کے اسمائے گرامی جنہوں نے خاص طور سے اس اجلاس میں شرکت فرمائی حسب ذیل ہیں:۔ مولوی حضرت علی صاحب سیف اللہ خاں۔ محمد علی خاں۔ حاجی سپہر گل خاں سمہ گل خاں۔ ملک ممتاز خاں۔ سر اعظم خاں۔ شہزادہ خان۔ مغل باز چیئرمین۔ یونین کونسل خواجہ آمد شریف اللہ خاں۔ چیئرمین یونین کونسل داؤد شاہ۔ امیر اللہ خاں چیئرمین یونین کونسل دھرمہ خیل علاقہ سورانی میاں حبیب الرحمن آف بوزہ خیل علاقہ سرانی۔ شائستہ خاں۔ اقلیم خاں۔ اکبر علی خاں۔ عبید اللہ خاں آف سورانی۔ غلام سبحان۔ حاجی قمر زمان۔ مہر اللہ خاں

صدر الشہید ناظم مدرسہ معراج العلوم بنوں

بچوں کا صفحہ

فخر و غرور

★ — جناب ماسٹر نذیر احمد صاحب چک نمبر 195/P تحصیل صادق آباد

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔ (سورۃ النساء: ۶)

ترجمہ:- اللہ اس کو پیار نہیں کرتا جو مغرور اور فخار ہو۔

انسان میں جب کوئی وصف اور کمال پایا جاتا ہے تو قدرتی طور پر اس وصف کا خیال اس کے دل میں آتا ہے اور یہ کوئی اخلاقی عیب بھی نہیں۔ لیکن جب یہ خیال اس قدر ترقی کر جاتا ہے کہ وہ اور لوگوں کو جن میں یہ کمال نہیں ہوتا، حقیر سمجھنے لگتا ہے، اس خیال کو کبر اور اس کے اظہار کو تکبر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

دُنیا میں سب سے پہلے شیطان نے فخر کیا اور اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہُوئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ چونکہ اس مرض فخر و نخوت کی ابتداء شیطان لعین سے ہوئی ہے اور وہی اس مرض خبیثہ کا بانی مبانی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کافر ہوا اور آخر کار جہنم رسید ہوگا۔ لہٰذا جو شخص بھی اس بُری مرض کا شکار ہوگا، ڈر ہے کہ شیطان کے نقشِ قدم پر چلتے ہُوئے وہ بھی جہنم کا ایندھن نہ بنے۔ ہمیں چاہیئے کہ جن بھائیوں میں یہ بُری عادت موجود ہو وہ فوراً اس سے توبہ کریں۔ ورنہ اس کمینہ حرکت کی پاداش میں عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔

اخلاقی طور پر غرور و نخوت کے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں، ان کا کوئی شمار نہیں۔ مثلاً ایک متکبّر شخص عام لوگوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے نفرت کرتا ہے اور اسے ان کے ساتھ چلنا پھرنا بات کرنا اچھا نہیں لگتا۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ لوگ ہر وقت اس کے سامنے دست بستہ رہیں۔ سب اُسے آ کر سلام کریں اور اس کی تعریفیں کریں۔

غرض اس کے تاثرات ہزاروں صُورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبّر ہوگا وہ جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک بار آپ نے فرمایا۔ جو شخص یہ پسند کرتا ہے، کہ اس کے سامنے لوگ کھڑے رہیں اس کو اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنا لینا چاہیئے۔ ایک بار آپ خود عصا ٹیکے ہُوئے نکلے تو صحابۂ کرام تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ عجمیوں کی طرح تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہُوا کرو۔

اپنے ناموں کے ساتھ بڑے بڑے القاب لگانا بھی کبر و نخوت میں داخل ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ گذشتہ لوگوں میں ایک شخص ایک جوڑا پہن کر اتراتا ہُوا باہر نکلا تو خُدا نے زمین کو حکم دیا۔ جس نے اس کو پکڑ لیا۔ اب وہ قیامت تک اس میں دھنسا چلا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: جو شخص غرور سے اپنے کپڑے گھسیٹے گا، خُدا اس کی طرف قیامت کے دن نہ دیکھے گا۔

یوُں تو کبر و غرور کے بہت سے اسباب ہیں لیکن زیادہ تر اِن چیزوں پر فخر کیا جاتا ہے۔

حسب و نسب، حُسن و جمال، مال و دولت، قوّت و اقتدار وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا قلع قمع کرتے ہُوئے صاف فرما دیا کہ:-

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (حجرات - ۲)

ترجمہ:- اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے۔

عزیز بچو! ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے حسب و نسب، حُسن و جمال، مال و دولت اور قوّت و اقتدار پر غرور نہ کریں اور نہ ہی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھیں اور نہ کسی پر طعن و تشنیع کریں۔ کیونکہ کسی کا دل دُکھانا جرم عظیم ہے۔

حمدِ باری

★ — جناب عاشق علی صاحب پروار کوٹ اُدّو

خارزاروں کو دی کھٹک تُو نے
اور پھُولوں کو دی مہک تُو نے
چاند تاروں کو روشنی بخشی
اور جُگنو کو دی چمک تُو نے
لالہ و گُل کو رنگ و بُو بخشا
غُنچہ غُنچہ کو دی چٹک تُو نے
دوش پر ہیں صبا کے لختِ سحاب
کیسی بجلی کو دی کڑک تُو نے
کتنے دریا نواز ہیں قطرے
کیا ہی شُعلوں کو دی لپک تُو نے
ہے نسیمِ سحر کو اذنِ خرام
اور گُلشن کو دی مہک تُو نے
باز کو دی بلند پروازی
ننھّی چڑیا کو دی چہک تُو نے
رقص سے جن کے جھُوم اُٹھتا ہوں
ایسی شاخوں کو دی لچک تُو نے
چشمِ پُرنم کو اشک کے گوہر
قلبِ مُضطر کو دی کسک تُو نے
کلمہ پرواز تیرا پڑھتا ہے
کیا، کیا جانے یک بہ یک تُو نے

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے، ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۷ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۸۱/۲۲۳ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء